فلا قراءة مع الامام فی شیء من الصلوة

الحمد للہ کہ بہ رسالہ لطیفہ خاص عام معروف بین الانام باسم

درة النظام في منع القراءة خلف الامام على حقيقة مذهب الامام الهمام

...سمعیل البنارسی

...شا ... د طبع ہوا

نسیم قادری

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی جعل الصلوٰة افضل ارکان الاسلام ؛ وامرنا بالاستماع والانصات حین قرارة الامام فی کلامه القدیم بکمال الاهتمام ؛ فقال واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا وهو العزیز العلام ؛ والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد سید الانام الذی قال یکفیک قرارة الامام ؛ وقال من صلی رکعة لم یقرء فیها بام الکتاب فلم یصل الا وراء الامام ؛ وحکم وقال من کان له امام فقرارة الامام له قرارة فی جملة الاحکام ؛ وعلی آله وصحبه الذین اجمع منهم علی ترک القرارة خلف الامام ثمانون نفرا منهم الخلفاء العظام ؛ وعلی التابعین الراشدین منهم افضلهم وخیرهم ابو حنیفة الامام الهمام ؛ الذی حدثنا مرفوعا من صلی خلف الامام فان قرارة الامام له قرارة من حدیث خاتم الانبیاء الکرام ؛ وعلی تبع التابعین الذین شرحوا مسائل الدین منها مسئلة ترک القرارة خلف الامام فی کتبهم العظام ؛ وعلی تبع تبع التابعین الی یوم الدین من المقلدین الخواص والعوام ؛ الذین لم ینحرفوا من تقلید الائمة المجتهدین وقلدوا قلادة التقلید فی جیدهم بالصدق تمام ؛ اما بعد فقیر حقیر سراپا تقصیر بندۂ ذلیل محمد اسمٰعیل بنارسی حنفی تلمیذ مولانا ومقتدانا جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول عمدة المحققین اشرف الواعظین

فصیح اللسان صحیح البیان عالم لوذعی فاضل المعی حاجی حافظ قاری مولانا محمد رضا علی البنارسی
الحنفی الفاروقی القادری النقشبندی المجددی دام اللہ فیضہم الخفی و الجلی بھائی مسلمانون کی
خدمتمین بعرض کرتا ہی کہ اس رسالہ موسومہ بدرۃ النظام فی منع قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام علیٰ
تحقیق مذہب الامام الہمام کے تحریر کی کچھہ حاجت نہ تھی اسوجہ سی کہ زمانہ سلف سی تا ایندم تمام
قدما و متاخرین اپنی کتب و رسائل مین بالاتفاق تحریر فرماتے آئے ہین کہ قرات خلف امام مکروہ تحریمی ہی و بعض
قائل فساد نماز ہین مگر ان دنون شہر بنارس مین بسبب بعض لوگون کے عوام الناس مین بہت اختلاف
اس مسئلہ مین پڑ گیا اگرچہ علماء بنارس و اطراف مستعد دفع اس اختلاف کے ہین اور تالیف جدید
کرتے ہین مگر اکثر میری احباب نے اصرار کیا کہ جو تحقیق علماء حنفیہ کی مدلل بدلائل قرآن و حدیث سے
لکھنا چاہیے پس حسب درخواست احباب حنفیہ کے قدری تحریر کرنا مناسب جانا واضح ہو کہ فقیر نے
سنہ ۱۲۸۶ھ مین اس مسئلہ خاص کو مطابق ایک محب کے چند کتب معتبرہ متون و شروح اور فتاوی سے
لکھکر شہر دہلی مین بخدمت شریف جناب مولانا نواب **قطب الدین خان** صاحب مہاجر فی
سبیل اللہ مغفور و مبرور کے ارسال کیا تھا اور جناب مولانا مرحوم نے مہر و دستخط اپنے اور جملہ علماء
محققین مقلدین کے شہر مذکور سی حاصل فرما کر مرحمت فرمایا تھا وہ اصل استفتا میری پاس ہنوز موجود
ہی چنانچہ ملخصاً عبارت استفتا مع عبارت جواب و تصویب و تصحیح علماء موصوفین کے آخر مین
اس رسالہ کے مرقوم ہی الغرض پھر اسکو مع توضیح موافق سوال سائلین کے سنہ ۱۲۹۲ھ ہجری مین
چند کتب معتبرہ مثل تفسیر معالم التنزیل[1] و تفسیر مدارک[2] و تفسیر حسینی[3] و تفسیر احمدی[4] و فتح المنان[5]
فی تائید مذہب النعمان و جامع البرکات[6] از شیخ عبد الحق محدث دہلوی و ارکان اربعہ[7] از مولنا
عبد العلی بحر العلوم و مسلم شریف[8] و بخاری شریف[9] و سنن ابن ماجہ[10] و سنن ابی داود[11] و سنن نسائی[12]
و سنن ترمذی[13] و کتاب اسماء الرجال[14] المسمی بتقریب التہذیب و موطاء امام محمد[15] و موطاء امام مالک[16] و
عینی[17] شرح بخاری شریف و رسالہ[18] منع قرات خلف امام از مولوی خرم علی بلہوری و شرح[19]
زرقانی بر موطاء امام مالک و حلبی[20] معروف بکبیری شرح منیۃ المصلی و فتح القدیر[21] حاشیہ ہدایہ

وتبصیر[22] العینین وتحفہ[23] اثنا عشریہ از مولانا شاہ عبد العزیز و شرح[24] مسلم از علامہ نووی و
مقدمہ[25] مشکوۃ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی وکشف[26] الغمہ عن جمیع الامہ از عبد الوہاب شعرانی
ورسالہ[27] الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی از مولوی احمد علی محدث سہارنپوری و
منح[28] الغفار شرح تنویر الابصار ومرقاۃ[29] حاشیہ مشکوۃ وشرح[30] شرح نخبۃ الفکر از ملا علی قاری
وزیلعی[31] شرح الکنز ورسالہ[32] منع قراءت از مولوی نذیر حسین سورجگڈھی[33] وغرۃ المنیفۃ فی ترجیح مذہب
ابی حنیفہ ترجمہ عربی از کتاب فارسی علامہ فخر الدین رازی ودر[34] المختار وشامی[35] حاشیہ در المختار
وطحطاوی[36] حاشیہ دیگر بر در المختار وجامع[37] الرموز وہدایہ[38] وقدوری[39] وکنز[40] الدقائق وملتقی[41] الابحر و
مختصر[42] الوقایہ وشرح[43] وقایہ وچلپی[44] حاشیہ شرح وقایہ وفتاوی[45] سراجیہ وفتاوی[46] قاضیخان
وفتاوی[47] سراج المنیر وتفسیر[48] مظہری ومالا بد[49] از قاضی ثناء اللہ پانیپتی وفتاوی[50] برہنہ ومجموعہ[51]
سلطانی وصلوۃ مسعودی وغیرہ سے انتخاب کرکے بقصد رفاہ عوام لعبارات آسان تحریر کیا
مشتمل وپر پانچ فصلون کے **فصل اول** مین اثبات ترک قراءت خلف امام بآیہ کلام اللہ **فصل**
دوم مین ذکر احادیث ترک قراءت خلف امام **فصل سوم** مین بیان عمل اور فتوی اصحابہ
کرام کا **فصل چہارم** مین احادیث متمسکہ شافعیین مع توضیح جواب **فصل پنجم** مین عبارات
کتب فقہ درباب منع قراءت خلف الامام اللہم ثبتنا علی صراط مستقیم بحرمۃ النبی الامی
وآلہ وصحبہ اجمعین فہا انا اشرع فی المقصود متوکلا علی اللہ الرحیم الودود +

السوال

کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ حنفی کو پڑھنا سورہ فاتحہ کا خلف امام موافق تحقیق حضرت
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرات علماء حنفیہ رحمہم اللہ کے ثابت ہے یا نہین کتب معتبرہ سے بیان فرماوین

الجواب وہو الموفق والمعین

پڑھنا سورہ فاتحہ کا مقتدی کو خلف امام حسب تحقیق حضرت امامنا ومقتدانا امام اعظم فخر عالم
حضرت ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ اور تمام علماء حنفیہ کے مکروہ تحریمی ہے بلکہ بعض قائل

بفساد نماز ہین کما ہو موجود نے الکتب لیس یعتدی بخبر استماع اورسکوت کے قرارت نکرے
خواہ نماز جہری ہو خواہ سری اور اولہ علمار حنفیہ رحمہم اللہ کے آیہ کلام اللہ اور حدیث رسول
اللہ اور آثار صحابہ سے کتب معتبرہ مین موجود ہین صاحب علم اس سے خوب واقف ہین کہ کیسے کیسے
علمار محدثین اور فقہار معتبرین اپنی کتب ورسائل مین زمانہ سلف سے آجتک تحریر فرماتے
ہین کہ مقتدی خلف امام سورہ فاتحہ نہ پڑھے اگر پڑھیگا موافق تحقیق علمار موصوفین کے گنہگار ہوگا

فصل اول در ذکر ترک قرارت خلف امام بہ نص آیہ کلام ربانی

فرمایا اللہ جلشانہ نے آخر سورۂ اعراف مین وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ترجمہ جب پڑہا جاوے قرآن پس سنو اوسکو اور چپکے رہو شاید کہ تم رحم کئے جاوے
علامہ بغوی علیہ الرحمۃ تفسیر معالم التنزیل مین شان نزول اس آیہ مجید کی اسطور پر تحریر فرماتے
ہین اختلفوا فے سبب نزول ہذہ الآیۃ فذہب جماعۃ الی انہا فی القراءۃ فے الصلوٰۃ
یعنے اختلاف کیا مفسرین نے بیچ سبب نازل ہونے اس آیۃ مجیدہ کے پس گئی ایک جماعت
مفسرین طرف اس تحقیق کے کہ نازل ہوئی یہ آیت قرارت کرنے مین بیچ نماز کے یعنی نماز مین لوگ
خلف امام قرارت کرتے تھے اوسکی ممانعت مین نازل ہوئی اور بعد بیان اختلاف کے فرمایا
والاول اولیہا وہو انہا فے القراءۃ فے الصلوٰۃ یعنے قول اول اولے ہے کہ یہہ آیہ
نازل ہوئی قرارت کرنے نماز مین اور بعد چند سطر کے فرمایا ذہب قوم الی انہ لا یقرا سواء
اسر الامام او جہر یروی ذلک عن جابر وبہ قال الثوری واصحاب الرای وتمسک من لا یرے
القراءۃ خلف الامام بظاہر ہذہ الآیۃ یعنی گئی ایک جماعت مفسرین اس جانب کہ نہ قرارت
کرے مقتدی مساوی ہے کہ پوشیدہ پڑھے امام یا جہر روایت کی گئی یہہ حضرت جابر صحابی
سے اور موافق اسکے فرمایا سفیان ثوری اور اصحاب رای نے اور تمسک پکڑتے ہین وہ
لوگ کہ نہین ثابت ہے نزدیک اونکے قرارت خلف امام بظاہر اسی آیہ کے انتہی ما فی المعالم
اور تفسیر مدارک مین آیہ مذکور کے ذیل مین ایسا مرقوم ہے وجمہور الصحابۃ رضی علی انہا فی استماع المؤتم

یعنی جمہور صحابہ کا اتفاق اس امر پر ہے کہ یہ آیت بیچ استماع موتم کے نازل ہوئی اور مولانا
کمال الدین حسین کاشفی تفسیر حسینی میں تحریر فرماتے ہیں وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ و چون خوانده شود
قرآن در نماز فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ پس بشنوید مر آنرا وَاَنْصِتُوْا و خاموش باشید و با امام تلاوت مکنید
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ شاید که رحم کرده شوید انتہی وہکذا فی التفسیر الاحمدی اور عمدۃ المحققین زبدۃ المحدثین
حضرت مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ جنکی تحقیق نزدیک علماء عرب وعجم کے کالشمس
فی نصف النہار روشن ہے وہ اپنی کتاب فتح سر المنان فی تائید مذہب النعمان میں تحریر فرماتے
ہیں و ذہب ابو حنیفہ رح الی انہ لا یقرء فی السریۃ ولا فی الجہریۃ لقولہ تعالی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ
فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ وروی البیہقی انہ قال اجمع الناس علی ان ہذہ الآیۃ فی
الصلوۃ وقیل ہذا ماثور عن ثمانین نفرا من الصحابۃ منہم الخلفاء الراشدون الاربعۃ رضی اللہ
عنہم اجمعین انتہی یعنے حضرت مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ تحقیق حضرت امام ابو حنیفہ رح
کی یہہ ہے کہ نہ قرارت کرے مقتدی سورہ فاتحہ خواہ نماز سری ہو خواہ جہری موافق قول جناب باری
عز اسمہ کے یعنی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اور روایت کی بیہقی نے کہ
اتفاق ہے تمام مفسرین کا اس امر میں کہ نازل ہوئی یہہ آیت درباب نماز کے اور کہا گیا کہ یہہ منقول
ہے یعنی عدم قرارۃ خلف امام اسی نفر اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے از انجملہ حضرت
خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہیں اور مولانا عبد العلی بحر العلوم کہ جنکے علم و
تحقیق کا تبحر بین العلماء اظہر من الشمس ہے ارکان اربعہ میں تحریر فرماتے ہیں حجتنا ثانیا
قولہ تعالی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ قال احمد اتفقوا
علی انہ نزل فی الصلوۃ وعن مجاہد کان علیہ الصلوۃ والسلام یقرء فی الصلوۃ فسمع فتے
من الانصار فنزل وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی مولانا
موصوف وسپرور نے حجت ثانیہ عدم قرارت خلف امام میں آیہ مذکورہ تحریر فرمایا اور کہا
کہ فرمایا امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اتفاق ہے تمام مفسرین کا کہ یہہ آیہ نازل

ہوئی درباب نماز کے اور مجاہد سے مروی ہے کہ تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قراءت کرتے۔ نماز میں پس سُنی آپ نے قراءت ایک جوان انصاری سے اُسوقت نازل ہوئی آیۃ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ

فصل دوم در ذکر ترک قراءت خلف امام باحادیث صحیحہ

واضح ہو کہ علاوہ اسکے حدیث رسول اللہ صلعم تفسیر آیۃ مذکورہ کے موجود ہے کما رواہ مسلم عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبنا فبیّن لنا سنّتنا وعلّمنا صلٰوتنا فقال اِذَا صَلَّیْتُمْ فَاَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبّر فکبّروا واِذا قال ولا الضالین فقولوا آمین یجبکم اللہ فاذا کبّر ورکع فکبّروا واركعوا فانّ الامام یرکع قبلکم ویرفع قبلکم الحدیث وفی روایۃ واِذا قرأ فانصتوا یعنے صحیح مسلم میں حضرت ابو موسی اشعری رض سے مروی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا پس بیان کیا واسطے ہمارے طریقہ سنت اور تعلیم فرمائی نماز ہم لوگونکو پس فرمایا جسوقت نماز پڑھو تم سب پس سیدھی کرو صفیں اپنی پھر چاہیے کہ امام ہو ایک شخص تم میں سے پس جب اللہ اکبر کہے تو تم سب اللہ اکبر کہو اور جب ولا الضالین کہے تو تم سب آمین کہو دوست رکھیگا تمکو اللہ پس جب اللہ اکبر کہے اور رکوع کرے پس تم سب اللہ اکبر کہو اور رکوع کرو پس تحقیق امام رکوع کرتا ہے قبل تمہارے اور رفع کرتا ہے قبل تمہارے اور ایک روایت میں صحیح مسلم کی اسقدر زیادہ ہے کہ جب قراءت کرے امام پس چپ رہو تم سب اور کہا مسلم نے عندی صحیح یعنی لفظ وَاِذا قرأ فانصتوا صاحب مسلم کے نزدیک صحیح ہے حاصل یہہ کہ اس حدیث میں تعلیم فرمانا نماز کا آنحضرت صلعم سے بتاکید ثابت ہوا اور اس تعلیم میں تکبیر تحریمہ سے رکوع تک مقتدی کو قراءت تعلیم نفرمائی اگر واجب ہوتی تو ضرور تاکید فرماتے بلکہ وَاِذا قرأ فانصتوا سے ممانعت ظاہر ہے لہذا علامہ ابراہیم حلبی شرح منیۃ المصلی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہماری دلیل ممانعت قراءۃ میں منجملہ احادیث کے یہہ ہے اِذَا صَلَّیْتُمْ فَاَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ الخ وفی سنن ابن ماجہ حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ حدثنا ابو خالد الاحمر عن ابن عجلان عن زید

بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیہم و
لا الضالین فقولوا آمین الخ یعنی صاحب سنن ابن ماجہ اس حدیث کو مرفوعاً اس طریق
سے روایت کرتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر ابن شیبہ نے اور انھوں نے
کہا کہ حدیث کی ہم سے ابو خالد احمر نے انھوں نے ابن عجلان سے انہوں نے زید بن اسلم سے
اور وہ ابو صالح سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابوہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے سوای اسکے نہیں کہ مقرر کیا گیا امام تاکہ اقتدا کیجاوے ساتھہ اسکے
پس جب اللہ اکبر کہے تو تم سب اللہ اکبر کہو اور جب قرارت کرے تو تم سب چپکے رہو اور جب
و لا الضالین کہے تو آمین کہو پس موافق حدیث مسلم اور ابن ماجہ کے صاف ظاہر ہے کہ مابین
تکبیر تحریمہ اور و لا الضالین کے مقتدی قرارت نکرے اور رواۃ اسکے ثقاہت و عدالت میں
نزدیک حضرات محدثین کے نہایت معتبر ہیں چنانچہ علامہ ابن حجر تقریب میں تحریر فرماتے
ہیں ابوبکر بن ابی شیبہ الکوفی ثقۃ حافظ صاحب التصانیف من العاشرۃ مات سنۃ
خمس وثمانین ومائتین یعنی ابوبکر بن ابی شیبہ کوفی ثقہ حافظ حدیث صاحب تصانیف
ہیں طبقہ عاشرہ سے انتقال کیا ۲۸۵ھ میں اور احوال ابو خالد احمر کا یہہ ہے کہ ابو خالد
کنیت ہے نام انکا سلیمان ابن حیان ہے ثقاہت و امانت میں نہایت ممتاز ہیں کہ بخاری
اور مسلم وغیرہ ایک جماعت ائمہ محدثین نے انکی روایت کو اختیار کیا کما قال العینی
فی شرح البخاری اما ابو خالد فقد اخرج منہ الجماعۃ کما ذکرنا و قال ابو اسحق بن ابراہیم
سالت وکیعاً فقال واین ابو خالد ممن یسال عنہ و قال ابو ہشام الرفاعی ثنا ابو خالد
الاحمر الثقۃ الامین انتہی ما فی شرح البخاری یعنی علامہ عینی فرماتے ہیں کہ نقل کیا
حدیث کو ابو خالد سے ایک جماعت ائمہ محدثین نے اور کہا ابو اسحق بن ابراہیم نے
دریافت کیا میں نے وکیع سے حال ابو خالد کا فرمایا انھوں نے کہاں ابو خالد اور کہاں

وہ لوگ کہ جنکا حال دریافت کیا جاوی یعنی نہایت ثقہ ہی کچھ حاجت دریافت کی نہین اور کہا
ابوہشام رفاعی نے حدیث کی ہم سی ابو خالد احمر ثقہ امین نے اور ابن عجلان کہ نام انکا
محمد ہی انکی نسبت علامہ ابن حجر تقریب مین فرماتے ہین محمد بن عجلان صدوق یعنی نہایت
راستگو ہین اور زید ابن اسلم کی صداقت مین علامہ موصوف فرماتے ہین زید بن اسلم العدوی
المدنی ثقة عالم یعنی زید ابن اسلم عدوی مدنی نہایت معتمد اور عالم ہین اور ابو صالح بھی
علی ہذا القیاس نہایت معتمد ہین انتھی ما فی التقریب اور ابوہریرہ کی بزرگی تو ہر
خاص وعام پر ظاہر ہی کہ صحابی مشہور کثیر الروایت ہین اور سنن النسائی میں دو روایت
اس مضمون کی موجود ہین روایت اول مین جمیع رواۃ ابن ماجہ سی کہ جنکی روایت مذکور ہی
روایت کیا اور ثانی مین یون روایت کی اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن المبارک حدثنا محمد
بن سعد الانصاری قال حدثنی محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ
فانصتوا الیس علاوہ رواۃ مذکورین کے دو راوی اصلین اور ہین اول محمد بن عبد اللہ
ابن المبارک جنکو علامہ ابن حجر فرماتے ہین محمد بن عبد اللہ بن المبارک المخرومی ثقة حافظ
اور ثانی محمد بن سعد الانصاری صدوق یعنی محمد بن عبد اللہ نہایت معتمد حافظ حدیث
ہین اور محمد بن سعد الانصاری بھی علی ہذا القیاس از حد راستگو ہین انتھی ما فی التقریب
بالجملہ حدیث صحیح مذکور سے بدرجۂ اتم ظاہر ہی کہ مقتدی بجز سکوت کے قرارت نکری
لہذا مولانا خرم علی محدث بلہوری اپنی رسالہ منع قرارت خلف امام مین ترقیم فرماتے ہین
کہ یہہ حدیث تفسیر آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا کی ہے یعنی فاستمعوا له
اذا جہر وانصتوا اذا خافت والا یلزم التکرار انتھی اگر کسی صاحب کے ذہن مین یہہ خدشہ
گذری کہ اس روایت مین لفظ واذا قرأ فانصتوا حدیث مین محفوظ نہین ہی جیسا کہ
کہا ابوداود نے قولہ وانصتوا لیس بمحفوظ کہ یہہ خطا ابو خالد کی ہی جو راوی اس حدیث

سوال

جواب

کاہی جواب اسکا یہہ ہی کہ علامہ عینی حنفی نے شرح صحیح بخاری مین اس لفظ کو بدرجۂ اتم صحت کو پونہچا کر معترضین کے قول کو رد کیا اور بعد اوسکے فرمایا عن ابن حنبل انہ صَحَّ الحدیثان یعنی حدیث ابی موسی وحدیث ابیہریرۃ والعجب من ابی داوٗد انہ نَسَب الوہم الے ابی خالدٍ وہو ثقۃٌ بلا شکٍ انتہی ما فی العینی یعنی امام احمد حنبل سے مروی ہی کہ دونو حدیثین صحیح ہین اول ابوموسی اشعری کی جو مسلم نے روایت کی اور ثانی جو ابن ماجہ اور نسائی نے ابوہریرہ سے روایت کی اور نہایت تعجب ہی ابوداوٗد سے کہ اُنھون نے نسبت کی وہم کی طرف ابوخالد کے اور حال یہہ ہی کہ وہ بلاشک ثقہ ہین اور جناب مولانا بلہوری موصوف اپنے رسالہ مین تحریر فرماتے ہین ملخص اُسکا یہہ ہی کہ منذری نے مختصر مین اس قول کو یعنی قول ابوداوٗد کو رد کیا اور فرمایا کہ ابوخالد کنیت سلیمان بن حیان کی ہی جو عمدہ ثقات رواۃ سے ہی کہ بخاری اور مسلم نے اُسکی روایت کے ساتھہ حجت پکڑی مع ہذا ابوخالد احمر اس روایت مین منفرد نہین بلکہ محمد بن سعد الانصاری بھی اس روایت مین ہمعنان اُسکا ہی چنانچہ نسائی مین دونو روایت موجود ہین من شاء فلینظر الیہ اور علاوہ اسکے ابن خزیمہ نے بھی تصحیح اس حدیث کی مع لفظ فَاَنْصِتُوا کے کی ہی پس طعن طاعن ساقط الاعتبار ہی انتہی اور علامہ ابراہیم حلبی شرح منیۃ المصلی مین تحریر فرماتے ہین ولا یُلتفتُ الی تضعیفِ ابی داوٗد وغیرہ لہذہ الزیادۃ بعد صحۃ طریقہا وثقۃ راویہا انتہی وہکذا فی فتح القدیر۔ یعنی نہین خیال کیا جاویگا طرف ضعیف کہنے ابوداوٗد وغیرہ کے لفظ وَاِذا قَرَءَ فَاَنْصِتُوا کو بعد صحت پونہچنے اوسکے طریق کے اور ثقہ ہونے راوی اوسکے کے اور مانند اسکے فتح القدیر مین ہی اور مولانا بشیر الدین احمد بہاری تبصیر العینین مین لکھتے ہین ہذا مسلمٌ جبلٌ من جبال ائمۃ الحدیث واہل النقل حَکَمَ بصحۃ ہذا الحدیث وقد اَیَّدتہ ایۃ یعنی صاحب مسلم نے جو ایک پہاڑ ہی پہاڑون ائمہ حدیث اور اہل نقل سے حکم کیا ساتھہ صحیح ہونے اس حدیث کے اور تحقیق مؤید اسکی آیہ کریمہ اِذا قُرِئَ

القرآن فاستمعوا له وانصتوا انتہی ما فی التبصیر پس ہرگاہ ایسے ایسے علماء مشاہیر
اسکی صحت مین شاہد ہین تو پھر اسکی تصحیح مین کیا کلام خلاصۃ المرام یہہ کہ احادیث صحیحہ اور
آیۃ مذکورہ سے عدم قرارت خلف امام پھر دو حال ثابت ہی اور سوای اسکے وہ حدیث جو
(ای سرا وجہرا ۱۲ منہ)
سنن ابن ماجہ مین بروایت جابر بن عبد اللہ مروی ہی اس سی قرارت ماموم کی بمعرفت
قرارت امام مثبت ہی عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
کان له امام فان قراءة الامام له قراءة یعنی سنن ابن ماجہ مین جابر بن عبد اللہ سی مروی
ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ اوسکے واسطے امام ہو تو قرارت
امام کی بعینہ قرارت اسکی ہی اسکو اپنی زبان سی پڑھنا ضرور نہین کیونکہ باوجود حاصل
ہونے قرارت کے اگر پھر مقتدی نے قرارت کی تو اسکی جانب سی دو قرارت حاصل
ہونگی اور امام کی ایک اور یہہ صورت غیر معہود ہی کما فی الارکان الاربعہ وحجتنا ان
قراءة الامام قراءة له بالنص فلو قرأ المقتدی لزم له قراءتان وهو غیر معهود فی الشرع
اگر کوئی اعتراض کرے کہ حدیث من کان له امام جو ابن ماجہ سی منقول ہی اسکی رواۃ مین
ایک شخص جابر جعفی رافضی ہے کہ اسکا رفض مسلم وغیرہ سی ظاہر ہی پس یہہ روایت قابل
استدلال نہین جواب اسکا یہہ ہی کہ جابر جعفی اس روایت مین منفرد نہین بلکہ اوس کے
ساتھہ ابو زبیر بھی موجود ہین من شک فلینظر ثمہ پس جابر جعفی کا اس روایت مین عدم
وجود مساوی ہی لہذا مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ تحفہ اثنا عشریہ مین
تحریر فرماتے ہین ملخص اسکا یہہ ہی کہ ترمذی و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ نے روایت
جابر جعفی کو ساتھہ متابعات اور شواہد کے قبول کیا اور جس روایت مین وہ منفرد ہی اسکو
رد کیا پس اس روایت مین ابو زبیر جبکہ اسکا متابع اور شاہد موجود ہے کہ جسکی روایت
مسلم وغیرہ نے اختیار کی کیونکر ساقط الاعتبار ہوگی علاوہ اس کے حدیث کے طرق
متعدد ہین ایک جماعت صحابہ کرام نے اسکو روایت کیا مثل جابر بن عبد اللہ و ابن

اور ہماری دلیل یہہ ہے کہ قرارت امام کی قرارت مقتدی کی ہی نص کی رو سے پس اگر مقتدی بھی قرارت کرے گا تو اسکی دو قرارتین ہونگی اور دو قرارتین شرع مین ثابت نہین ۱۲

سوال

جواب

قول مولانا عبد العزیز قدس سرہ

عمر والوسعید خدری والوہریرہ وابن عباس وانس بن مالک وغیرہم رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین سے چنانچہ روایت جابر بن عبداللہ کی ابن ماجہ نے نقل کی من کان لہ امام الخ اور روایت
ابوسعید کی طبرانی نے اوسط مین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امامٌ
فقراءتہ لہ قراءۃٌ اور روایت ابوہریرہ کو طبرانی نے اپنی سنن مین ذکر کیا من کان لہ امامٌ
فقراءۃ الامام لہ قراءۃٌ اور روایت ابن عباس کی دارقطنی نے روایت کی عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکفیک قراءۃ الامام خافت او جہر اور روایت انس بن مالک
کی ابن حبان نے نقل کی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امامٌ
فقراءۃ الامام لہ قراءۃٌ کذا فی العینی شرح البخاری الغرض یہہ حدیث اگرچہ بسبب بعض
رواۃ کے فی نفسہ ضعیف ہی ولیکن بباعث کثرت طرق کے درجہ کمال صحت کو پہنچی لہذا
مولانا بحر العلوم ارکان اربعہ مین لکہتی ہین اسناد حدیث من کان لہ امامٌ الخ اقوی
من اسناد عبادۃ بن الصامت انتہی یعنی اسناد حدیث من کان لہ امام الخ کے قوی
زیادہ ہی اسناد عبادہ بن صامت سی اور موید اسکے وہ حدیث ہی جو امام محمد نے موطا مین
حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سی مرفوعًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک روایت کی
جمیع رواۃ اسکی ثقاہت اور بزرگی مین بخاری اور مسلم کی شرط پائی گئی قال محمد بن الحسن
فی موطاۂ ثنا ابوحنیفۃ ثنا ابوالحسن موسی بن ابی عائشۃ عن عبداللہ بن شداد بن الہاد عن جابر بن
عبداللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃٌ
یعنے امام محمد نے اپنی موطا مین فرمایا کہ حدیث بیان کی ہمسی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے
اونہون نے ابوالحسن موسی بن ابی عائشہ سی اونہون نے عبداللہ بن شداد بن الہاد سے
اونہون نے جابر بن عبداللہ سی اونہون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ فرمایا آپ نے
جس شخص نے اقتدا کی خلف امام پس تحقیق قرارت امام کی عین قرارت اسکی ہی پس جبکہ
بارشاد نبی صلعم قرارت ماموم بذریعہ امام ثابت ہوئی تو پہر قرارت کرنا ماموم کا ایک امر

حدیث
حدیث
حدیث
حدیث
[illegible]
حدیث
مروی محمد عن ابی حنیفہ

زوائد سے ہوگا اب ثقاہت رواۃ کو ملاحظہ فرمانا چاہیئے پس امام محمد اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ کی ثقاہت اور جلالت تو نزدیک فقہا اور محدثین کے بالاتفاق ثابت ہے کچھہ حاجت تحریر نہیں اور ابو الحسن موسی بن ابی عائشہ انکی نسبت علامہ ابن حجر تقریب میں تحریر فرماتے ہیں موسی بن ابی عائشہ الہمدانی بسکون المیم مولاہم ابو الحسن الکوفی ثقۃ عابد من الخامسۃ یعنے موسی بن ابی عائشہ ابو الحسن کوفی ہے نہایت معتمد اور عابد راویوں میں درجہ دوم اور طبقہ پنجم سے ہیں پس علامہ موصوف تو انکی توثیق ایسی صفت سے کرتے ہیں کمال تعجب ہے ان صاحب کے حال پر کہ ایسے معتمد مشہور راوی کو جہالت یا بغرض خاص اپنے کسی مطلب کے لکھا کہ ہر طریق میں ابو الحسن کوفی پڑے ہوئے ہیں جنکو علامہ ابن حجر مجہول کہتے ہیں کما قال ابو الحسن الکوفی مجہول - یہہ نہ خیال کیا کہ یہہ ابو الحسن کس طبقہ میں ہے اور روایت اسکی کس کتاب میں مروی ہے حالانکہ یہہ ابو الحسن کوفی مجہول طبقہ سادسہ میں ہے چنانچہ علامہ موصوف فرماتے ہیں ابو الحسن الکوفی مجہول من السادسۃ انتہی یعنی یہہ ابو الحسن کوفی مجہول چھٹے طبقہ میں ہے اور اسکے نام پر رمز حرف د مرقوم ہے اشارہ اسمیں یہہ ہے کہ ابو داؤد نے اسکی روایت اپنے سنن میں داخل کی اور وہ ابو الحسن موسی بن ابی عائشہ مشہور و معروف جنسے حضرت ابو حنیفہ رح نے روایت کی وہ طبقہ پنجم میں نہایت جلیل القدر راوی ہیں انکے نام پر رمز حرف ع مرقوم ہے اشارہ یہہ ہے کہ صحاح اور علاوہ صحاح کے اور ائمہ محدثین نے بھی انکی روایت کو اپنی کتاب میں داخل کیا اگر یہہ کہیں کہ ارسال کرتے تھے جیسا کہ علامہ موصوف فرماتے ہیں کان یرسل پس جواب اسکا یہہ ہے کہ اس روایت میں ارسال نہیں کیا اور اگر بالفرض یہہ روایت مرسل بھی ہوتی تو ایسے راوی کا ارسال نزدیک محققین کے صحیح ہے کما قال النووی فی شرح المسلم مذہب مالک و ابو حنیفہ و احمد و اکثر الفقہاء الی جواز الاحتجاج بالمرسل یعنی امام مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور اکثر فقہا کی رای یہہ ہے کہ جائز ہے حجت ساتھہ حدیث مرسل کے کذا قال الشیخ الدہلوی

فی مقدمۃ المشکوۃ۔ پس جبکہ ابو الحسن موسی ابن عائشہ کی فضیلت واما نت نزدیک محدثین کے ثابت ہوئی تو پھر اُس ابو الحسن کو فی مجہول سے کیا نسبت فقائل ولا تکن من الغافلین اور عبد اللہ بن شداد بن الہاد مدنی زمانہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین پیدا ہوے ذکر کیا اُنکو عجلی نے کبار تابعین ثقات سے اور بھی شمار کیے گئے ہیں فقہا کے اور جابر بن عبد اللہ صحابی ابن صحابی ہین اٹھارہ جہاد مین کافرون سے مقابلہ کیا اور خوب لڑے انتہی ما فی التقریب اور اِس حدیث کو مرفوعاً و مرسلاً بکثرت ائمہ محدثین نے اپنی کتب مین نقل کیا چنانچہ دارقطنی نے اپنے سنن مین اور طبرانی نے معجم اوسط مین اور امام احمد حنبل نے اپنے مسند مین مرفوعاً روایت کیا اور اِس حدیث کے وجہ ورود مین ایک قصہ واقع ہوا چنانچہ قدوۃ الانام کمال الدین ابن ہمام نے فتح القدیر مین اور علامہ حلبی نے شرح منیۃ المصلی مین بروایت حاکم مرفوعاً نقل کیا ملخص اُسکا یہ ہے کہ ایکروز آنحضرت صلعم مع جماعت صحابہ کرام نماز ادا فرماتے تھے منجملہ صحابہ کرام کے ایک شخص نے پیچھے آپکے قرارت کی پس ایک صحابی کو معلوم ہوا اُنھون نے باشارہ ممانعت کی مگر باز نرہا بعد فارغ ہونے کے اُس منع کرنیوالیکے پاس آیا اور کہا کہ تو منع کرتا ہے قرارت خلف رسول اللہ صلعم سے پس باہم دونومین نزاع ہونے لگی یہانتک کہ یہ مقدمہ بجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مذکور ہوا اُسوقت آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ یعنی اُس پڑھنے والے کو آپ نے البتہ سمجھا دیا کہ جو شخص مقتدی ہو اُسکو بذریعہ امام قرارت حاصل ہوئی قال ابو حنیفۃ رح اِنَّ ذٰلِکَ کَانَ فِی الظُّھْرِ اَوِ الْعَصْرِ فرمایا امام ابو حنیفہ رح نے بیشک یہ معاملہ ظہر یا عصر مین واقع ہوا پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث در باب نماز سریہ کے ارشاد ہوئی لہذا امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ اور جملہ علمائے حنفیہ مطلق قرارت خلف امام سے منع فرماتے آئے اسوجہ سے کہ احادیث در باب سکوت موتم نماز جہریہ اور سریہ دونومین پائی گئی کما مر اور علاوہ احادیث مرقومہ کے

اسبابمین کتب صحاح اور غیر صحاح مین حدیثین موجود ہین من شاء فلینظر فی کتب الاحادیث

فصل سوم در ذکر ترک قرات خلف امام بدلیل عمل و فتوی صحابہ کرام کے

واضح ہو کہ سوا اس کے ایک جماعت صحابہ کرام نے ترک قرات خلف امام مین فتوی دیا اور مبالغت مین تاکید بلیغ فرمائی کما قال قاضی ثناء اللہ پانی پتی فی تفسیر المظہری روی عن جماعۃ من الصحابۃ ترک القراءۃ خلف الامام انتہی یعنی قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری مین تحریر فرماتے ہین کہ روایت کی گئی ایک جماعت صحابہ کرام سے نہ قرات کرنی پیچھے امام کے انتہی وعن ابی نعیم وہب بن کیسان انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام رواہ مالک فی الموطا والترمذی فی سننہ یعنی امام مالک اپنی موطا مین اور ابو عیسی ترمذی اپنی سنن مین بروایت ابو نعیم وہب بن کیسان فرماتے ہین کہ سنا وہب نے جابر بن عبد اللہ سے وہ فرماتے تھے کہ جسنے پڑھی ایک رکعت اور نہ پڑھی اسمین سورہ فاتحہ پس گویا نماز ہی نہین پڑھی یعنی نماز اسکی ناقص ہے مگر پیچھے امام کے یعنی یہہ حکم منفرد اور امام کے حق مین ہے نہ مقتدی کے حق مین لہذا علامہ زرقانی اسکی شرح مین لکھتے ہین الا وراء الامام فقد صحت فیہ انہا لا تجب علی الماموم مگر پیچھے امام کے جسنے اقتدا کی اسنے نماز پڑھی یعنی جبکہ امام نے قرات کی تو عین قراءۃ مقتدی کی ہوئی اور اسکی نماز ہوگئی پس اسمین یہہ امر ثابت ہوا کہ قراءۃ مقتدی کو واجب نہین ؛

فائدہ باوجودیکہ علامہ زرقانی حنفی نہین ہین اونکے قول سے بھی وجوب قرات خلف امام ثابت نہین ہوا اور مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری شاگرد رشید مولانا محمد اسحق صاحب محدث دہلوی رسالہ الدلیل القوی مین تحریر فرماتے ہین پس ازین آثار و اخبار صادقہ بوضوح پیوست کہ اتفاق عامہ صحابہ و تابعین وغیرہ برین ست کہ قراءۃ خلف امام یعنی فاتحہ یا بغیر آن در صلوۃ سریہ باشد یا جہریہ اصلا نباید خواند و ہمین ست مذہب حنفیہ و ہمین فتوا علمائے جمہور تھے اور مثل روایت حضرت جابر کے کشف الغمہ عن جمیع الامۃ صفحہ [illegible] مطبوعہ مصر مین حدیث یہ بروایت ابن عباس سے ہے روی

قال ابن عباس رض کان رسول الله صلعم یقول من صلی رکعة لم یقرأ فیها بام الکتاب فلم یصل
الا وراء الامام الغرض اس سے بھی قرارت فاتحہ خلف امام ثابت نہیں بلکہ ممانعت ثابت ہے
وقال[1] العینی رح فی شرح البخاری قلت روی عبدالرزاق فی مصنفه اخبرنی موسی بن عقبة ان رسول الله
صلعم وابابکر وعمر وعثمان کانوا ینهون عن القراءة خلف الامام یعنی علامہ عینی شرح صحیح بخاری
میں تحریر فرماتے ہیں کہ کہتا ہوں میں روایت کی عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں خبر دی مجھکو موسے
بن عقبہ نے کہ بیشک رسول خدا صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی الله عنہم منع کرتے
تھے قرارت خلف امام سے انتہی وعن نافع ان عبدالله بن عمر کان اذا سئل هل یقرأ احد
خلف الامام قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبه قراءة الامام واذا صلی وحده فلیقرأ قال
وکان عبدالله بن عمر لا یقرأ خلف الامام رواه مالک فی الموطا۔ امام مالک رح نافع رض سے
روایت کرتے ہیں فرمایا نافع نے کہ بیشک عبدالله بن عمر رضی الله عنہما جسوقت سوال کیے
جاتے تھے کہ آیا قرارت کرے کوئی شخص خلف امام تو فرماتے کہ جب پڑھے پیچھے امام کے پس
کفایت ہے اسکو پڑھنا امام کا اور جب تنہا نماز پڑھے پس چاہیے کہ ضرور قرارت کرے فرمایا
نافع نے کہ عبدالله بن عمر نہیں قرارت کرتے تھے پیچھے امام کے علامہ زرقانی رح اسکی
شرح میں تحریر فرماتے ہیں فعلم وجوبها عنده علی الامام والمنفرد پس معلوم کیا گیا اس
سے واجب ہونا قرارت کا نزدیک عبدالله بن عمر رض کے امام اور منفرد پر ایضا فیه
قال ابن عبد البر ظاهره انه لا یری القراءة فی سر الامام ولا فی جهره انتهی ما فی الزرقانی
اور بھی علامہ زرقانی شرح مذکور میں لکھتے ہیں کہ فرمایا ابن عبدالبر نے ظاہر اس قول کا
یہہ ہے کہ عبدالله بن عمر کے نزدیک نہیں ثابت ہوا قرارت کرنا مقتدی کا نماز سریہ اور جہریہ
دونوں میں خلاصہ یہہ کہ اس روایت سے فتوی اور عمل ابن عمر رضی الله عنہما کا عدم قرارت
خلف امام پر دال ہے پس جبکہ ایسے جلیل القدر صحابی نے باوجود اتباع سنت خلف امام قراءة
نکی تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرارت خلف امام خلاف سنت ہے پس واجب تو کیا اگر سنت

[1] کذا فی الدلیل القوی محمدی احمد علی سہارنفوری ١٢

روایت

بلکہ مستحب بھی ہوتا تو ہرگز ترک نفرماتے اور تصحیح اس روایت کی حضرات محدثین کو بدرجۂ اتم
پونہچی چنانچہ علامہ ابن حجر تقریب مین تحریر فرماتے ہین قال البخاری اصح الاسانید کلھا مالک
عن نافع عن ابن عمر یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ صحیح تر اسناد وہ ہی جو امام
مالک نے نافع سے اور اونھون نے ابن عمر رض سے روایت کی پس یہہ روایت ابن عمر رض
کی جسکو امام مالک رح نے اپنی موطا مین نقل کی بقول امام بخاری علیہ الرحمۃ نہایت صحت کو
پونہچی کہ جس سے عدم قرارت خلف امام ثابت ہوا بالجملہ صحابہ کرام کو حدیث رسول اکرم صلعم
درباب منع قرارت خلف امام بکثرت پونہچی لہذا تارک اِس فعل کے ہوئے اور ممانعت مین تاکید بلیغ
فرمائی یہانتک کہ حضرات محدثین نے اسی نفر مشاہیر صحابہ کرام کو بالعین شمار کیا کما قال العینی
فی شرح البخاری قد روی منع القراءۃ عن ثمانین نفرًا من کبار الصحابۃ منھم المرتضی والعبادلۃ
الثلثۃ واسامیھم عند اہل الحدیث فکان اتفاقھم بمنزلۃ الاجماع یعنی علامہ عینی شرح صحیح بخاری
مین تحریر فرماتے ہین کہ بتحقیق مروی ہی منع قرارت خلف امام اسی نفر بزرگ ترین اصحاب نبی
صلعم سے از انجملہ حضرت علی اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود
ہین رضی اللہ عنہم اجمعین پس اسقدر جماعت کثیر صحابہ کرام کا متفق ہونا بمنزلہ اجماع کے

ف روایت منع قرارت خلف امام از خلفاء راشدین رض

ہی وایضا فیہ وذکر الشیخ الامام عبداللہ بن یعقوب الحارثی السبذمونی فی کتاب کشف الاسرار
عن عبداللہ بن زید بن اسلم عن ابیہ قال کان عشرۃ من اصحاب النبی علیہ السلام ینھون عن
القراءۃ خلف الامام اشد النھی ابوبکر الصدیق وعمر الفاروق وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب
وعبدالرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وعبداللہ بن مسعود وزید بن ثابت وعبداللہ
بن عمر وعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور بھیر علامہ موصوف اسی شرح بخاری مین لکھتی
ہین کہ ذکر کیا شیخ الامام عبداللہ بن یعقوب حارثی سبذمونی نے کتاب کشف الاسرار مین
بروایت عبداللہ بن زید بن اسلم اور وہ اپنے والد زید بن اسلم سے کہ دس اصحاب نبی صلعم
کے منع کرتے تھی قرارت خلف امام سے بشدت تمام وہ صحابہ کرام یہہ ہین ابوبکر اور عمر اور

عثمان اور علی اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود اور زید
بن ثابت اور عبداللہ بن عباس رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین آور راوی اسکے یعنی
عبداللہ بن زید آور زید بن اسلم ثقاہت اور عدالت مین نہایت مشہور ہین کما فے التقریب
وقال العلامۃ ابراہیم الحلبی فے شرح منیۃ المصلے وقدوۃ الانام کمال الدین بن ہمام
فے فتح القدیر وغیر ہما روی الطحاوی فی شرح الآثار ثنا یونس بن عبدالاعلے ثنا عبداللہ
بن وہب اخبرنی حیٰوۃ بن شریح عن بکر بن عمرو عن عبداللہ بن مقسم انہ سئل عبداللہ بن
عمر وزید بن ثابت وجابر بن عبداللہ فقالوا لا تقرا خلف الامام فی شیء من الصلوۃ یعنی
علامہ ابراہیم حلبی اور قدوۃ الانام کمال الدین بن ہمام فرماتے ہین کہ روایت کی امام ابوجعفر
طحاوی نے شرح آثار مین کہ روایت کی ہم سے یونس بن عبدالاعلی نے اور اُنہون نے
عبداللہ بن وہب سے وہ فرماتے ہین کہ خبر دی مجکو حیوۃ بن شریح نے اور وہ روایت کرتے
ہین بکر بن عمرو سے اور وہ عبداللہ بن مقسم سے کہ سوال کی گئی قرارت خلف امام مین عبداللہ
بن عمر اور زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ پس تینون صاحب نے بالاتفاق فرمایا کہ نہ قرارت
کرو پیچھے امام کے کسی نماز مین یعنی خواہ نماز سری ہو یا جہری قرارت خلف امام جائز نہین
آب ثقاہت رواۃ کو ملاحظہ فرمایئے آول یونس بن عبدالاعلی کہ اُنکی صفت مین علامہ ابن حجر
فرماتے ہین ثقۃٌ یعنی نہایت راست گو ہین آور عبداللہ بن وہب کی نسبت ثقۃٌ حافظٌ عابد
فرمایا یعنی عبداللہ بن وہب نہایت راستگو حافظ حدیث اور عابد ہین آور حیوۃ بن
شریح کو لکھا ثقۃ ثبتٌ فقیہٌ زاہدٌ یعنی حیوۃ بن شریح راستگو ثابت فی العدالت فقیہ زہد و
تقوی مین از حد ممتاز ہین آور بکر بن عمرو اور عبداللہ بن مقسم کو ثقۃٌ تحریر فرمایا انتھی ما
فے التقریب آور عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ کی بزرگی ظاہر ہے کہ
صحابی مشہور و معروف ہین باوجود اسکے اوصاف حمیدہ اُنکے اوپر بیان ہوئے اور صحیح مسلم
مین عطا بن یسار سے مروی ہے انہ سأل زید بن ثابت عن القراءۃ مع الامام فقال لا قراءۃ

مع الامامِ فی شیٔ یعنی عطاء بن یسار نے سوال کیا زید بن ثابت سے قرارت کرنے سے ساتھ
امام کے پس فرمایا نہین قرارت ہے ساتھ امام کے کسی شی مین یعنی خواہ نماز سری ہو یا جہری
مگر خلف امام پڑھنا جائز نہین وقال النووی الشافعی فی شرحہ فیستدل بہ ابو حنیفۃ رضی اللہ
عنہ وغیرہ ممن یقول لا قراءۃ علی الماموم فی الصلوٰۃ سواءً کانت سریۃً او جہریۃً اور فرمایا
علامہ نووی شافعی نے شرح مسلم مین پس دلیل پکڑتی ہے ساتھ اِس روایت کے ابو حنیفہ
رضی اللہ عنہ اور سوای اُنکے اُن لوگون نے کہ کہتے ہین نہین قرارت ہے اوپر مقتدی کے نماز
مین مساوی ہے کہ نماز سریہ ہو خواہ جہریہ دروی محمد بن الحسن فی موطائہ عن سفیان بن
عیینۃ عن منصور عن ابی وائل قال سُئل عبد اللہ بن مسعود عن القراءۃ خلف الامام قال
انصت فان فی الصلوٰۃ شغلاً وسیکفیک قراءۃ الامام یعنی روایت کی امام محمد رحمۃ اللہ نے
اپنی موطا مین سفیان بن عیینہ سے اور اونہون نے منصور سے اور اونہون نے ابو وائل سے
فرمایا کہ سوال کیے گیے عبد اللہ بن مسعود قرارت کرنے سے پیچھے امام کے جوابدیا عبد اللہ نے
کہ چپ رہ تحقیق نماز مین ایک شغل ہے اور کفایت ہے تجکو قرارت کرنا امام کا انتہی پس سفیان
ابن عیینہ کی ثقاہت اور بزرگی نزدیک حضرت محدثین کے ثابت زیادہ برین نیست کہ
قبل دو برس انتقال کے حافظہ مین فرق آگیا تھا اور کسیوقت تدلیس کرتے تھے مگر روایت
اُنکی صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین مروی ہے مشاہیر رُواۃ سے ہین اور منصور بن معتمر بن عبد اللہ کوفی
ثقہ اور ثابت فی العدالت ہین اور ابو وائل کہ نام اُنکا شقیق ہے سلمہ اسدی کے بیٹے بھی نہایت
ثقہ ہین کما فی التقریب والخلاصہ روی محمد فی موطائہ عن داؤد بن قیس الفراء المدنی قال
اخبرنی بعض ولد سعد بن ابی وقاص ان سعداً قال وددت ان الذی یقرء خلف
الامام فی فیہ جمرۃ یعنی اِس روایت کو بھی امام محمد نے اپنی موطا مین بروایت داؤد بن
قیس فرا مدنی کے نقل کیا فرمایا داؤد نے کہ خبر دی مجکو بعض اولاد سعد بن ابی وقاص نے کہ بیشک
سعد نے فرمایا کہ دوست رکھتا ہون تحقیق وہ شخص کہ پڑھتا ہے پیچھے امام کے اُسکے مُنہ مین

انگارے آگ کے ہون انتہی پس اس روایت مین اول داود بن قیس فرار مدنی ہین ثقاہت اور
فضیلت مین نہایت ممتاز اور سعد بن ابی وقاص تو عشرہ مبشرہ سے ہین کہ جنکو بشارت جنتی
ہونے کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے انتہی مافی التقریب وایضا قال محمد نے
موطا ئہ عن داود بن قیس عن ابن عجلان ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لیت فی فم الذی
یقرأ خلف الامام حجرا اور اس روایت کو بھی امام محمد نے موطا مین نقل کیا بروایت داود بن
قیس اور انھون نے ابن عجلان سے کہ بیشک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش منہ مین اس
شخص کے کہ قرارت کرتا ہے پیچھے امام کے پتھر ہوے پس کمال ممانعت آپکے اس کلام سے ثابت ہوئی کہ
جو شخص خلف امام پڑھتا ہے اسکا منہ بند ہو جانے و قرارت نکرے ورنہ مخالف فرمان رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور راوی اسکے یعنی داود بن قیس اور ابن عجلان ان دونو صاحب کا
حال اوپر بتفصیل گذرا حاجت اعادہ نہین و روی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن جابر قال لا تقرء
خلف الامام ان جہر ولا ان خافت یعنی روایت کی ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین بروایت
جابر بن عبد اللہ کے نہ قرارت کرے مقتدی خلف امام بہ جہر قرارت کرے امام یا بخفا انتہی
خلاصہ یہہ کہ جم غفیر صحابہ کرام نے عدم قرارت خلف امام مین فتوی دیا اور ممانعت بلیغ فرمائی
کما قال العینی نے شرح البخاری قال الطحاوی فہولاء جماعۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قد اجمعوا علی ترک القراءۃ خلف الامام وقد وافقہم علی ذلک ما قد روی عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم مما قد مناہ یعنی امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہین پس یہہ ایک جماعت اصحاب نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے تحقیق اجماع کیا اوپر ترک قرارت خلف امام کے اور موافق پڑی ان لوگون کی
ترک قرارت پر وہ بات کہ مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی وہ روایت کہ قبل
اسکے ذکر کیا ہمنے انتہی بالجملہ یہہ چند احادیث رسول کریم اور آثار و فتوی ایک جماعت اصحاب
عظیم اس مقام مین مع اسماء الرجال کتب حادیث سے بصحت تحریر مین آئی زیادہ تحقیق جن صاحب
کو منظور ہو کتب مذکورہ مین بلا تعصب ملاحظہ فرماوین بخوبی توضیح حاصل ہو جاویگی

اگر کسی صاحب کے ذہن مین یہہ خیال گذرے کہ یہہ آثار صحابہ موضوع اور غیر معتبر ہین قابل استدلال نہین
جواب اسکا یہہ ہے کہ ائمہ محدثین یعنی امام محمد اور امام ابوجعفر طحاوی اور امام ابوبکر بن ابی شیبہ
شیخ بخاری و مسلم اور امام عبدالرزاق اور امام حاکم وغیرہم نے مع صحت رواۃ نقل کیا کما مر
اور علمار محققین نے اپنی کتب مولفہ مین آثار مذکور کو حجت پکڑا چنانچہ قدوہ امام کمال الدین
ابن ہمام نے فتح القدیر مین اور علامہ ابراہیم حلبی نے شرح منیۃ المصلے مین اور شیخ المحدثین
سراج الہند مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فتح سر المنان فی تائید مذہب النعمان اور
جامع البرکات مین اور علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری مین اور صاحب تنویر الابصار نے اسکی شرح
منح الغفار مین اور مولانا بحر العلوم نے ارکان اربعہ مین اور مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی
نے تفسیر مظہری مین اور مولوی احمد علی سہارنپوری نے اپنے رسالہ الدلیل القوی علے
ترک القراءۃ للمقتدی مین اور علاوہ انکے اور علما نے بھی آثار مرقوم کو اپنے فتاوی مین استدلال
پکڑا پس اگر یہہ آثار صحابہ کرام غیر معتبر یا موضوع ہوتے تو ایسے ایسے علمار متبحر کہ جنکی تحقیق از عرب
تا عجم مستند ہے کیونکر اختیار کرتے الغرض علمار موصوفین کا اپنی کتب مین آثار مذکور کا داخل
کرنا دو حال سے خالی نہین یا تو علم حدیث مین انکو کمال تبحر تھا بصحت تمام تحقیق کرکے
اپنی تصانیف مین داخل کیا یا مطلق علم حدیث جانتے نہ تھے جو کچھہ پایا موضوع وغیرہ بھر دیا
پس صورت اول یعنی تحقیق و تبحر فی الحدیث ان حضرات کے تمام علما شاہد و مداح ہین اور ثانی
یعنی عدم تحقیق کا تو کوئی فرد بشر مقر نہو پس لامحالہ ان علمار کا آثار مذکور کو اپنے فتاوی مین
عدم قرارت سورہ فاتحہ خلف الامام پر استدلال لانا کمال صحت پر دلالت کرتا ہے فافہم ولا تکن
من المتعصبین حاصل کلام یہہ ہے کہ مذہب امام اعظم فخر عالم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خلاف
احادیث صحیحہ راجحہ کا ہے لہذا مولانا لکھنوی اپنے رسالہ منع قرارت خلف امام مین لکھتے ہین خلاصہ
اسکا یہہ ہے کہ اکثر قاصر ان فہم اوپر احاطہ کرنے تمام روایات احادیث کے اور ترجیح دینے
ایک کو اوپر دوسرے کے قدرت نہین رکھتے بعض روایت مرجوحہ یا منسوخہ یا مؤلہ کو مخالف

مذہب حنفیہ کے قرار دیتے ہین یہہ قصور اُنکی تحقیق اور عقل کا ہی نہ قصور مذہب انتہے

فصل چہارم در ادلہ مثبتین مع جواب و توضیح و تاویل

واضح ہو کہ بڑا استدلال قارئین خلف الامام کا یہہ ہی کہ فرضیت فاتحہ کی نص قرآنی سی ثابت ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی پڑہو جو میسر ہو قرآن سی اور ظاہر ہی کہ اس آیت سی مطلق قرارت کی فرضیت ہی فاتحہ ہو یا غیر فاتحہ اور پڑہنے والا امام ہو یا مقتدی یا تنہا پہر تخصیص فاتحہ کی بدون مخصص کے ترجیح بلا مرجح ہی اور اگر یہہ کہو کہ حدیث لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اسکی مخصص ہی تو اسصورت مین تیسیر نرہیگا جو مقصود شارع ہی اور یہہ حدیث آیت مذکورہ کی مفسر بھی نہین ہو سکتی کیونکہ آیت مین کچہہ ابہام نہین اور یہہ جو نووی نے کہا ہی کہ فاتحہ اِسلئی مراد ہوئی کہ وہ سہل ہی تو عینی نے اُسکا جواب یہہ دیا کہ سورۂ اخلاص اُس سی بھی سہلتر ہے پہر فاتحہ کے تیسر کے کیا معنی غرضکہ اس آیت سی فرضیت فاتحہ نکالنا زبردستی اور دعوی بلا دلیل ہی پس جب مذکور سی مطلق قرارت کی فرضیت ثابت ہوئی پس مقتدی پرسی یہہ فرضیت اِس آیت کے نازل ہونے سی ساقط ہوگئی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا کیونکہ اِسکا نزول نماز ہی کے بابمین ہے اجماعاً کذا فی الدلیل القوی لمولوی احمد علی السہارنفوری اب ہم وہ حدیثین لکھتے ہین کہ جنسی مثبتین پڑہنا سورہ فاتحہ کا خلف امام فرض و واجب تصور کرتے ہین اور محققین حنفیہ رحمہم اللہ نے اُن روایتونکا جواب معقول دیا ہے الاول مارواہ البخاری ومسلم والترمذی عن عبادۃ بن الصامت اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ یعنی اول وہ روایت جو بخاری اور مسلم اور ترمذی نے بروایت عبادۃ بن صامت مروی ہی کہ بیشک رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا کہ نہین کامل ہوتی نماز اُسکی جسنی نہ قرارت کی سورہ فاتحہ وفی سنن ابی داؤد عن عبادۃ بن الصامت یبلغ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فصاعداً وہکذا رواہ مسلم وفی سنن النسائی عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ

حدیث اول

حدیث

صلے اللہ علیہ وسلم لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب فصاعدا یعنی سنن ابی داود اور مسلم
اور سنن نسائی میں بروایت اُسی عبادہ بن صامت کے جسنے بخاری مسلم میں روایت کیا ہی مروی ہی کہ
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں نماز کامل ہوتی اُس شخص کی کہ نہ قرارت کی سورہ فاتحہ
اور علاوہ اوسکی یعنی جبتک سورہ فاتحہ اور اوسکے ساتھ کچھ اور نہ پڑھیگا نماز اوسکی کامل نہوگی
پس بظاہر اس حدیث کے موافق قول مثبتین کے علاوہ سورہ فاتحہ کے بھی مقتدی کو پڑھنا واجب
ہوا اور حال آنکہ یہہ سب روایات امام اور منفرد کے حق میں وارد ہوئی ہین نہ مقتدی کیواسطے کیونکہ قرارت
مقتدی بذریعہ امام حاصل ہی اُسکو پھر مکرر پڑھنے کی کیا حاجت ہی لہذا ابو داود اپنی سنن میں بعد
نقل کرنے اس حدیث کے فرماتے ہین قال سفیان لمن یصلی وحدہ یعنی فرمایا سفیان
ابن عیینہ نے کہ یہہ حدیث اُس شخص کی شان مین ارشاد ہوئی جو تنہا نماز پڑھتا ہی آی مسلمانو
غور کرو اس بات کو کہ سفیان ابن عیینہ ایک راوی ہین اس حدیث لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ
الکتاب کے جو بخاری اور مسلم مین مروی ہی وہ تو اوسکی معنی بیان فرماتے ہین کہ یہہ حدیث
حکم مین منفرد کے بیان ہوئی پس جو لوگ کہ پڑھنا مقتدی کا خلف امام اس حدیث سی سند
پکڑتے ہین کیونکر مستند ہوگا علاوہ اسکے اس حدیث کی توضیح بروایت جابر بن عبد اللہ ظاہر ہی
جو امام مالک اپنی موطا مین اور ابو عیسی ترمذی اپنی سنن ترمذی مین نقل فرماتے ہین عن ابی نعیم
وہب بن کیسان انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فلم
یصل الا وراء الامام یعنی ابو نعیم وہب بن کیسان سے مروی ہی کہ بیشک اُنہون نے سنا جابر بن عبد اللہ
سے وہ فرماتے تھے کہ جسنے پڑھی ایک رکعت اس طریق سے کہ نہ قرارت کی اسمین سورہ فاتحہ
پس نہین کامل ہوئی نماز اُسکی مگر یہہ کہ پیچھے امام کے ہو یعنی سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم مقتدی کو
نہین ہوا بلکہ امام اور منفرد پر وارد ہوا ہی چنانچہ علامہ زرقانی اسکی شرح مین لکھتے ہین قال
احمد فہذا صحابی تاول قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب علی ما اذا کان
وحدہ نقلہ الترمذی یعنی او کان اماما لان الاستثناء معیار العموم یعنی فرمایا امام احمد رح نے

پس یہہ صحابی ہین یعنی جابر بن عبد اللہ جنہون نے معنی بیان فرمائی حدیث رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے نہین کامل ہوتی نماز واسطے اُس شخص کے کہ نہ پڑھی سورۂ فاتحہ کہ یہہ
حکم اُسوقت ہی کہ جب منفرد ہو نقل کیا اُسکو ترمذی نے یا امام ہو واسطے کہ حرف استثناء
معیار عموم کا ہی پس حدیث مین جو لفظ مَن کا وارد ہوا ہی یہہ عام ہی امام اور منفرد کو اور مقتدی
اِس حکم سے علحدہ ہو گیا وہکذا فی غرۃ المنیفۃ فی ترجیح مذہب ابیحنیفۃ و قال العینی نے
شرح البخاری فعلی ہذا یکون الحدیث مخصوصًا فی حق المنفرد فلم یبق للشافعیۃ بعد ہذا دعوے
العموم یعنی علامہ عینی شرح بخاری شریف مین تحریر فرماتے ہین پس اوپر اِس تحقیق کے یہ حدیث
یعنی بخاری اور مسلم وغیرہ کی جو اوپر نقل کی گئی مخصوص ہو گئی حق منفرد مین پس نہ باقی رہا
واسطے شافعیہ کے دعوی عموم کا یعنی لفظ مَن کا جو عام تصور کر کے مقتدی کو بھی اُسمین شامل
کرتے ہین یہہ دعوی باطل ہو گیا خلاصہ یہہ کہ حظ مقتدی استماع اور انصات ہی اور قرارت
اُسکی موافق حدیث صحیح مَن صلّی خلف الامام فانّ قراءۃ الامام لہ قراءۃ کے حاصل ہی جیسا حدیث
کہ اوپر لکھا گیا پس باوجود حصول قرارت اگر پہر مقتدی قرارت کریگا تو دو قرارت اُسکو حاصل ہونگی
فلاجرم ترجیح امام پر مقتدی کو ثابت ہوگی اور یہہ امر شریعت مین غیر معہود ہی جیسا کہ مولانا عبد العلی
بحر العلوم ارکان اربعہ مین تحریر فرماتے ہین بجنسہ عبارت اُسکی اوپر منقول ہی والثانی ما رواہ
مسلم وغیرہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلّی صلوۃ لم یقرأ فیہا بامّ حدیث دوم
القرآن فہی خداج ثلاثا غیر تمام فقیل لابی ہریرۃ انا نکون وراء الامام فقال اقرأ بہا فی نفسک
دوسری وہ روایت جو مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلعم
نے جس شخص نے نماز پڑھی اور نہ قرارت کی اُسمین سورہ فاتحہ پس وہ نماز ناتمام ہی تین مرتبہ
آپ نے فرمایا پس لوگون نے بعد سننے اِس حدیث کے ابو ہریرہ سے دریافت کیا کہ ہم لوگ
جب پیچھے امام کے ہون اُسوقت کیا کرین آپ نے فرمایا اقرأ بہا فی نفسک یعنی اُسوقت
غور و فکر اپنے دلمین کرو اور طبیعت کو اپنی منتشر نکرو اور تدبر اوسکے معانی کا کرتے جو لوگ کہ اِس

قول ابوہریرہ سے پڑھنا مقتدی کا ثابت کرتے ہیں اسکا جواب علامہ عینی وغیرہ نے مفصلاً تحریر فرمایا قال العینی فی شرح البخاری قلتُ ہذا لا یدلُّ علی الوجوب لانَّ المامومَ ماموُرٌ بالانصات فحینئذٍ یحمل ذلک علی انّ المراد تدبّرُ ذٰلک وتفکرُہ انتہی یعنی علامہ عینی شرح البخاری مین تحریر فرماتے ہین کہ جواب دیتا ہون مین یہہ کہ لفظ نہین دلالت کرتا اوپر وجوب قرارت مقتدی کے اسواسطے کہ مقتدی مامور بالانصات ہے پس اسوقت محمول ہوگا یہہ لفظ اوپر اس امر کے کہ مراد اس سے غور وفکر کرنا ہے قرارت امام کو نہ یہہ کہ زبان سے پڑھے قال الزرقانی فی شرح الموطا قیل معناہ تدبّرہا اذا سمعتَ الامامَ اَن یَقرَ رہا انتہی یعنی محدث زرقانی شرح موطا مالک مین تحریر فرماتے ہین کہ بعض محدثین نے معنی اس لفظ اقرء بہا فی نفسک کو بیان فرمایا کہ غور وفکر کرنا ہے سورہ فاتحہ کو جسوقت سنے تو امام کو کہ پڑھتا ہے اسکو وکذا فی المرقاۃ حاشیۃ المشکوۃ لعلی القاری وفی تیصیر العینین ما روی المسلم عن ابی ہریرۃ وغیرہٗ لا یدلُّ علے قراءۃِ الفاتحۃِ علی الامام والماموم بل یدلُّ علی وجوب قراءۃِ الفاتحۃ علے المنفرد والامام انتہی یعنی تیصیر العینین مین مرقوم ہے کہ وہ روایت جو مسلم نے ابو ہریرہ وغیرہ سے روایت کی نہین دلالت کرتی وہ روایت اوپر فرض ہونے قرارت سورہ فاتحہ کے اوپر امام اور مقتدی کے بلکہ دلالت کرتی ہے اوپر واجب ہونے قرارت فاتحہ کے اوپر منفرد اور امام کے فقط اور یہی معنی موافق آیہ کلام ربانی اِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْن کے مطابقت پاتے ہین والثالث ما رواہ ابوداؤد عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلعم اُخرُج فَنَادِ فی المدینۃ انّہ لا صلوٰۃ الّا بقراٰنٍ ولو بفاتحۃ الکتاب فما زاد ولو بفاتحۃ الکتاب فما زاد یعنی حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ فرمایا واسطے میرے رسول خدا صلعم نے کہ جا اے ابوہریرہ پس پکار دے مدینہ مین کہ نہین نماز ہوتی مگر ساتھ پڑھنے قرآن کے اگرچہ سورہ فاتحہ ہو پھر اوسپر کچھہ اور زیادہ کرے پھر مکرر تاکید آارشاد کیا اگرچہ سورہ فاتحہ ہو پھر اوسپر کچھہ اور زیادہ کرے یعنی علاوہ سورہ فاتحہ کے چند آیہ یا ایک سورہ پڑھے انتہی

والیضافیه عن ابیهریرة قال اَمَرَنی رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ اُنَادِیَ انّہ لاصلوٰةَ اِلّا بقرأة
فاتحۃِ الکتاب فمازاد یعنی یہہ روایت بھی ابوداؤد مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے
ہین کہ حکم کیا مجکو رسول خدا صلعم نے یہہ کہ منادی کردون مین کہ نہین ہوتی نماز مگر ساتھہ پڑہنے
سورہَ فاتحہ کے پھر اوسپر کچھہ اور زیادہ کرے یعنی چند آیہ یا ایک سورہ انتہی **فائدہ**
اِن دونون روایتون سے بھی پڑہنا سورہ فاتحہ کا خلف امام ثابت نہین ہوتا بلکہ روایت اولی سے
مطلق قرارت قران ثابت ہوتی ہے اگرچہ سورہ فاتحہ ہو پس امام یا منفرد اگر کچھہ بھی قرآن
سے قرارت نکریگا بلاشک نماز نہوگی اور دوسری روایت مین چند احتمالات وارد ہوتے ہین
اول یہہ کہ اگر قرارت فاتحہ کو فرض تصور کیجیے تو آیہ کلام ربانی کے خلاف ہوتا ہے کیونکہ آیۃ
فَاقْرَؤُا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے قرارت عامہ مراد ہے نہ خاص سورہ فاتحہ اور اگر یہہ کہیے کہ
وجوب قرارت سورہ فاتحہ اس سے مراد ہے تو اُسوقت یہہ کہا جائیگا کہ بلاشک امام اور منفرد
کو پڑھنا سورہَ فاتحہ کا اور اوسکے ساتھہ ایک سورہ یا چند آیا کا پڑہنا بھی واجب ہے چنانچہ
لفظ فمازاد کا اسپر دلالت کرتا ہے کہ علاوہ سورہ فاتحہ کے بھی چند آیہ یا ایک سورہ کوئی بقدر
مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ پڑہے چنانچہ سنن ابی داؤد مین قبل اُن دونون روایتون کے جو اوپر مذکور ہوئی
یہ تصریح موجود ہے عن ابی سعیدٍ قال اُمِرْنَا اَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَۃِ الکتاب ومَا تَیَسَّرَ یعنے ابو سعید فرماتے
ہین کہ حکم کیے گئے ہم لوگ یہہ کہ پڑہین سورہَ فاتحہ اور اُسقدر کہ آسان ہو سوائے فاتحہ کے
پس کاتب الحروف عرض کرتا ہے کہ یہہ حکم تو امام اور منفرد کے حق مین ارشاد ہوا ہے نہ مقتدی
کیواسطے پس کیونکر مثبتین قرارت خلف امام اس سے تصور کرتے ہین الغرض دعوی مثبتین
یعنے قرارت خلف امام اس سے ثابت نہین ہوتا اگر بالفرض والتسلیم ثابت بھی ہوتا تو یہہ دونو
روایت قابل استدلال نہین کیونکہ اِن دونون روایتون مین ایک شخص جعفر بن میمون راوی
ہے اکثر خطا کرتا تھا کما ہو موجود فی التقریب وقال العینی فی شرح البخاری اِنّ جعفر المذکور
فی سندہ ہو جعفر بن میمون فیہ کلام حتی صرح النسائی انہ لیس بثقۃ یعنے فرمایا علامہ

علینی نے شرح بخاری مین کہ بیشک جعفر مذکور بیچ سند اس روایت کے جعفر بن میمون
ہی کہ جسکی صداقت مین محدثین کو کلام ہی یہانتک کہ نسائی نے تصریح کی اس امر مین کہ
وہ غیر ثقہ ہی پس جبکہ ثقاہت اسکی نزدیک محدثین کے ثابت نہوئی تو روایت اسکی کیونکر
قابل احتجاج ہوگی انتہی الرابع ما رواہ ابوداود وغیرہ عن عبادۃ بن الصامت قال
کنا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوۃ الفجر فقرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فثقلت علیہ القراءۃ فلما فرغ قال لعلکم تقرءون خلف امامکم قلنا نعم یا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بہا یعنی عبادۃ
بن صامت فرماتے ہین کہ تھے ہم لوگ پیچھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نماز صبح مین
پھر پڑھا رسول خدا صلعم نے پھر گران گذری آپ پر قرارت پس جب فارغ ہوئے نماز سے
فرمایا کہ شاید پڑھتے ہو تم لوگ پیچھے امام اپنے کے عرض کیا لوگون نے کہ ہان یا رسول اللہ
صلعم فرمایا آپ نے نہ پڑھو مگر سورہ فاتحہ پس تحقیق شان یہہ ہی کہ نہین ہوتی نماز اُس
شخص کی کہ جسنے نہ قرارت کی سورہ فاتحہ انتہی فائدہ اس مضمون کی سنن ابی داود مین
عبادۃ بن صامت سے تین روایت مروی ہین اور ہر ایک مین علت ضعف کی موجود ہے
اول مین ایک راوی محمد بن اسحق بن یسار ہی وہ اس روایت کو معنعن بیان کرتا ہی اور
وہ شخص نزدیک محدثین کے مدلس اور قدریہ اور شیعہ ہی کما فی التقریب پس جبکہ راوی
مدلس نے عن عن کرکے روایت کی وہ روایت نزدیک محدثین کے قابل استدلال نہین
کما قال النووی فی شرح المسلم قد اتفقوا علی ان المدلس لا یحتج بعنعنۃ یعنی فرمایا
علامہ نووی رح نے شرح مسلم مین کہ اتفاق ہی تمام محدثین کا اوپر اس امر کے کہ
بیشک روایت مدلس کی نہین قابل حجت کے ہوتی جسکو عن عن کرکے روایت کی ہی
وہکذا فی شرح شرح نخبۃ الفکر لملا علی القاری اور دوسری روایت مین ایک راوی
نافع بن محمود بن ربیع انصاری ہی وہ نزدیک محدثین کے نہایت مستور الحال ہے

کمافی التقریب وہکذا فی الدلیل القوی علے ترک القراءۃ للمقتدی (از مولوی احمد علی صاحب ۱۲) اور تیسری روایت مین مکحول نے خود عبادۃ بن صامت سے روایت کی ہی اور حال یہہ کہ مکحول اور عبادۃ سے ملاقات ہونا ثابت نہین پس چونکہ ہر ایک روایت مین ایک علت موجود ہی لہذا محدثین کے نزدیک یہہ روایت ضعیف ہی کما قال الزیلعی فے شرح الکنز وحدیث عُبادۃ ضعّفہ احمدُ وجماعۃ یعنے حدیث عبادۃ بن صامت کی جو اوپر مرقوم ہی ضعیف کہا ہی اسکو احمد ابن حنبل اور ایک جماعۃ محدثین نے اور علاوہ اسکی ابوہریرہ نے بھی مضمونکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اسمین سورہ فاتحہ کو مطلق ذکر نکیا چنانچہ موطا امام مالک اور مسند امام احمد ابن حنبل اور سنن ابی داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین وہ حدیث موجود ہی قال ابنُ ماجۃ حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ وہشام بن عمار قالا ثنا سفیانُ بن عیینۃ عن الزہری عن ابن اُکیمۃ قال سمعتُ اباہریرۃ یقولُ صلّی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم بالصحابۃ صلوۃً نظنّ انہا الصبح فقال ہل قرأ منکم من احدٍ قال رجلٌ انا قال انّی اقولُ ما لی انازعُ القرانَ یعنی صاحب سنن ابن ماجہ فرماتے ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ اور ہشام بن عمار نے فرمایا دونو صاحبون نے کہ حدیث کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے اور اُنہون نے زہری سے روایت کیا اور زہری نے ابن اکیمہ سے کہا اُنہون نے کہ سُنا مین نے ابوہریرہ سے فرماتے تھے کہ نماز پڑہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھہ اصحاب اپنی کے ہمکو گمان ہی کہ وہ نماز صبح تھی پس بعد فارغ ہونے کے فرمایا آپ نے آیا قرءت کی ہی کسی نے تم لوگون سے عرض کی ایک شخص نے کہ مین نے قرارت کی ہی یا رسول اللہ فرمایا آپ نے بیشک کہتا ہون کہ کیا ہو مجکو کہ تنازع کیا جاتا ہون یا تنازع کرتا ہون مین قرآن مین انتہی اور رواۃ اسکی تمام ثقاہت اور بزرگی مین مشہور ہین کما فی التقریب اور تبصیر العینین مین مرقوم ہی اقولُ ولم یُنقل فیہ لفظ الا بامّ القرانِ فعلم انّ لفظ الا بامّ القرانِ مُدرَجٌ فیہ من قولِ عبادۃَ بن الصامتِ او من قول نافع بن الربیع او المکحول فقائل یعنی فرماتے ہین مولانا بشیر الدین احمد بہار ہی کہ کہتا ہون مین نہین منقول ہوا

حدیث ابن ماجہ

اِس حدیث مین لفظ الا بامّ القرآن کا پس جانا گیا کہ بیشک لفظ الا بام القرآن حدیث مین
محفوظ نہین نزدیک ثقات کے پس احتمال کیا گیا کہ ہو لفظ الا بامّ القران کا مدرج اِس حدیث
مین قول عبادہ بن صامت یا قول نافع بن ربیع یا مکحول سے وایضاً فیہ قال الزیلعی فی شرح
الکنز وحدیث عبادۃ ضعفہ احمد وجماعۃ انتہی وان سُلّم صحۃ حدیث عبادۃ علی زعمہم لا نسلّم انہ
غیر منسوخ لانّ ہذا محمول علی الابتداء ثم نُسِخَت بحدیث ابی ہریرۃ لانّ ابا ہریرۃ متاخر الاسلام
فان قلت القصۃ واحدۃ فلا یکون منسوخاً قلتُ فحصل المدعی وہو انّ لفظ الا بامّ الکتاب لیس
من حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل ہو من قول عبادۃ او نافع بن محمود او مکحول لانّ —
ابا ہریرۃ لم یذکرہ ہذا اللفظ فثبت انّ النہی فی حق قولہ علیہ السلام لا تفعلوا و لا تقرؤا مطلقاً ای
لا تقرؤا شیئاً من القرانِ سرّاً او جہراً فی وقتِ قراءۃِ الامام سواء جہر الامام او اسرّ وایضاً یُشکل
الاستثناء قولہ تعالی اذا قُرِئَ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا الایۃ لانّ الاستماع والانصات
مع قراءۃِ الفاتحۃ علی المؤتم محال سواء جہر المؤتم الفاتحۃ او اسرّ انتہی ما فی التبصیر یعنے یہہ
عبارت بھی تبصیر العینین مین مرقوم ہے کہا زیلعی نے شرح کنز مین کہ حدیث عبادہ بن صامت
کو ضعیف ثابت کیا امام احمد اور ایک جماعت محدثین نے انتہی اور اگر تسلیم کیجاوے صحت حدیث
عبادہ بن صامت کی اوپر گمان مثبتین کے تو تسلیم نہین کرینگے ہم کہ وہ غیر منسوخ ہے اسوجہ
سے کہ یہہ محمول ہوگی حدیث اوپر ابتدا کے پھر منسوخ ہوئی وہ ساتھہ حدیث ابو ہریرہ کے
کیونکہ ابو ہریرہ متاخر الاسلام ہین اگر کہے تو کہ یہہ دونو قصہ یعنی حدیث عبادہ اور ابو ہریرہ
کا ایک ہے پس حدیث عبادہ منسوخ نہین جواب دیتا ہون مین کہ اگر دونو حدیث کا قصہ ایک ہے
پس مدعا حاصل ہے یعنی لفظ الا بام الکتاب جو روایت مین عبادہ کے وارد ہے حدیث رسول
اللہ صلعم سے نہین بلکہ وہ قول عبادہ یا نافع بن محمود یا مکحول کا ہے اسواسطے کہ ابو ہریرہ نے
نہین ذکر کیا اِس لفظ کو پس ثابت ہوا یہہ امر کہ بیشک نہی بیچ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے کہ نکرو یا نپڑہو مطلق ہے یعنی نہ پڑہو کوئی شی قران سے پوشیدہ یا جہر بیچ وقت

قرارت امام کے برابر ہی کہ جہر سے قرارت کرے امام یا پوشیدہ اور بھی باطل ہی استثنار الامام الکتاب بقول جناب باری تعالیٰ عز اسمہ اذا قری القران الخ اسواسطی کہ استماع اور انصات ساتھ قرارت فاتحہ کے اور مقتدی کے محال ہی بساوی ہی کہ فاتحہ بہ جہر قرارت کرے مقتدی یا باخفا انتہی مافی تبصیر العینین وکذافی صلوۃ المسعودی اور مولوی نذیر حسین صاحب سورجگڈھی اپنی رسالہ منع قرارت خلف الامام مین تحریر فرماتے ہین فلا یصح بھذا الحدیث الاستدلال والاعتماد من جھۃ ضعف الراوی انتہی یعنی نہین صحیح ہی ساتھہ اس حدیث کے استدلال اور اعتماد کرنا بسبب ضعف ہونے راوی کے خلاصۃ المرام یہہ کہ احادیث صحیحہ اور روایات مستندہ سی مدعار شبتین ثابت نہوا بلکہ آیہ کلام ربانی اور حدیث رسول رحمانی اور اقوال و فتاوای اصحاب حبیب یزدانی سی قرارت خلف امام مین ممانعت اور زجر و توبیخ پائی گئی لہذا حضرات ائمہ مجتہدین یعنی امام اعظم فخر عالم حضرت ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح وغیرہم اور جملہ علمار حنفیہ قدما و متاخرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنی کتب مؤلفات متون و شروح و فتاوی مین تحریر فرماتے آئی کہ مقتدی خلف امام قرآن نہ پڑہی خواہ سورہ فاتحہ ہو یا علاوہ اوسکے اور جو بعض کتب مین امام محمد سی پڑھنا سورہ فاتحہ کا روایت کرتے ہین حقیقت مین وہ روایت امام محمد علیہ الرحمۃ سے مروی نہین کما فی ارکان الاربعہ من فتح القدیر بلکہ امام موصوف اپنی کتاب موطا اور آثار وغیرہ مین روایات ممانعت قرارت خلف امام کو بکثرت نقل فرماتے ہین چنانچہ شامی حاشیہ در المختار مین لکھا ہی حاصلہ ان محمدا قال فی کتابہ الآثار لا نری القراءۃ خلف الامام فی شیٔ من الصلوات یجھر فیہ او یسر و دعوی الاحتیاط ممنوعۃ بل الاحتیاط ترک القراءۃ لانہ العمل باقوی الدلیلین پس وہ روایت جو پڑھنے کی بعض کتب مین امام ممدوح کی جانب منسوب ہی محض غیر معتبر قابل استدلال نہین **فصل پنجم در ذکر ترک قرارت خلف امام بعبارات کتب فقہ** واضح ہو کہ چند عبارات کتب معتبرہ حنفیہ متون و شروح و فتاوی ہسے اس مقام مین نقل کیجاتی ہین کہ جس سی عوام الناس کو معلوم ہو کہ ہماری علمار حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ

جو کتب فقہ مین فتوی درباب عدم قرارت خلف امام تحریر فرمایا بلا شک بلحض قرآن و حدیث ہی
فی القدوری ولا یقرأ المؤتم خلف الامام یعنی قدوری مین مرقوم ہی اور نہ قرارت کری مقتدی
پیچھے امام کے وفی کنز الدقائق ولا یقرأ المؤتم بل یستمع وینصت اور کنز الدقائق مین لکھتی ہین
کہ نہ قرارت کرے مقتدی بلکہ سنی اور چپکا رہی وہکذا فی ملتقی الابحر یعنی ایسا ہی ملتقی الابحر
مین بھی موجود ہی وفی مختصر الوقایۃ وینصت المؤتم اور مختصر الوقایہ مین مرقوم ہی کہ چپکا رہے
مقتدی یعنی ہرگز قرارت نکری کسی نماز مین وفی الدر المختار والمؤتم لا یقرء مطلقا ولا الفاتحۃ
فی السریۃ اتفاقا وما نسب لمحمد ضعیف کما بسطہ الکمال یعنی اور در مختار مین لکھتے ہین کہ
مقتدی قرارت نکرے نہ جہری نماز مین نہ سری مین اور نہ سورہ فاتحہ پڑھے نماز سری مین
بھی باتفاق امام اعظم حضرت ابو حنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے اور جو قول کہ امام محمد کی
طرف منسوب ہے کہ سری نماز مین مقتدی کو احتیاطاً سورہ فاتحہ پڑہنا مستحب ہی وہ محض ضعیف ہی
قابل استدلال نہین چنانچہ اسکو کمال نے مشرح بیان کیا ہی انتہی اور حاشیہ شامیہ کی عبارت
اوپر ہمنی بھی نقل کی ہی جسمین قول امام محمد رح کا مندرج ہی فان قرأ کرہ تحریماً وتصح فی الاصح
یعنی پس اگر مقتدی پڑہیگا تو مرتکب کراہت تحریمی کا ہوگا اور نماز ہوجاویگی یہہ قول صحیح تر کے
وفی درر البحار عن مبسوط خواہر زادہ انہا تفسد ویکون فاسقا وہو مروی عن عدۃ من الصحابۃ
فالمنع احوط اور درر البحار مین مبسوط خواہر زادہ سی منقول ہی کہ امام کے پیچھے قرارت کرنے
سی نماز فاسد ہوتی ہی اور پڑہنی والا فاسق ہوتا ہی اور قرارت کا ممنوع ہونا کتنے صحابہ کرام
سی مروی ہی پس ترک قرارت مین احتیاط ہی **فائدہ** حاشیہ شامیہ مین لکھتی ہین کہ
خزائن اور کافی مین ہی کہ منع کرنا مقتدی کو قرارت سی ماثور ہی اسی نفر اصحاب کبار سی
جنمین حضرت علی مرتضیٰ اور عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہم اجمعین ہین انتہی بل یستمع اذا جہر وینصت اذا اسر لقول ابی ہریرۃ رضی
اللہ عنہ کنا نقرأ خلف الامام فنزل واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا انتہی

مافی الدر المختار یعنی بلکہ مقتدی امام کو سُنے جب وہ بلند پڑھے اور چپ رہے جب آہستہ
پڑھے واسطے قول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ ہم لوگ پیچھے امام کے پڑھا کرتے تھے پس یہہ
حکم خدا نازل ہوا کہ جب قرآن پڑھا جاوے نماز مین تو سنو اوسکو اور چپ رہو تمام ہوئی عبارت
درمختار کی وفی جامع الرموز یسکت المؤتم سواءٌ کان مدرکاً اولاحقاً او مسبوقاً وفیہ اشارۃٌ
الی انہ یکرہ القراءۃ خلف الامام وعن الشعبی ادرکتُ سبعین بدریاً کلہم علی انہ لایقرأ خلف
الامام کما فی الکرمانی انتہی یعنے جامع رموز مین مرقوم ہے کہ سکوت کرے مقتدی مساوی ہے
کہ مدرک ہو یا لاحق یا مسبوق اور اسمین اشارہ ہے اسجانب کہ بیشک مکروہ ہے پڑھنا پیچھے امام
کے اور شعبی کہ نام انکا عامر بن شراحیل ہے نہایت جلیل القدر تابعین سے ہین وہ فرماتے
ہین کہ ملاقات کی ہین نے ستر اصحاب بدر سے وہ سب متفق اوپر اس امر کے تھے کہ نہ قرارت کرے
پیچھے امام کے جیسا کہ کرمانی مین موجود ہے ختم ہوا مضمون جامع رموز کا **فائدہ**
فضیلت شعبی تابعی کی علامہ ابن حجر تقریب مین تحریر فرماتے ہین عامر بن شراحیل الشعبی بفتح
المعجمۃ ابو عمرو ثقۃٌ مشہورٌ فقیہٌ فاضلٌ من الثالثۃ قال مکحولٌ ما رأیتُ افقہ منہ مات بعد
المائۃ انتہی یعنی عامر بن شراحیل شعبی بفتح شین کنیت انکی ابو عمرو ہے ثقاہت مین نہایت
مشہور فقیہ اور فاضل ہین طبقہ سوم سے کہا مکحول نے کہ نہین دیکھا مین نے فقیہ زیادہ اُن سے
کہ سیکو انتقال کیا بعد سنہ ایکسو ہجری کے فقط وفی الہدایۃ ولایقرأ المؤتم خلف الامام
خلافاً للشافعی فی الفاتحۃ لہ ان القراءۃ رکنٌ من الارکان فیشترکان فیہ ولنا قولہ علیہ
السلام من کان لہ امامٌ فقراءۃ الامام لہ قراءۃٌ وعلیہ اجماع الصحابۃ وہو رکنٌ مشترکٌ
بینہما لکن حظ المقتدی الانصات والاستماع قال علیہ السلام واذا قرأ فانصتوا انتہی
یعنے ہدایہ مین مرقوم ہے کہ نہ قرارت کرے مقتدی پیچھے امام کے بخلاف امام شافعی کے سورہ
فاتحہ مین کہ انکے نزدیک قرارت ایک رکن ہے ارکان نماز سے پس شریک ہونگے امام اور
مقتدی اس رکن مین اور دلیل ہماری علماء حنفیہ کی قول رسول اللہ صلعم ہے کہ فرمایا

آپ نے جو شخص کہ ہو واسطے اوسکے امام پس قرارت امام کی واسطے اوسکی قرارت ہی یعنی پڑھنا امام کا عین پڑہنا مقتدی کا ہی اور اسی پر اجماع ہی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور وہی قرارت رکن مشترک بھی ہی درمیان امام اور مقتدی کے لیکن حصہ مقتدی کا چپ رہنا اور سننا ہی فرمایا رسول خدا نے جسوقت قرارت کرے امام پس چپ رہو فقط وفی شرح الوقایۃ ولا یقرأ المؤتم بل یستمع وینصت قال اللہ تعالی واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا وقال عم اذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا وقال علیہ السلام من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ وقال علیہ السلام مالی انازع فی القرآن وسکوت الامام لیقرأ المؤتم قلب الموضوع انتہی یعنی شرح وقایہ مین مرقوم ہی اور نہ قرارت کرے مقتدی بلکہ سنے اور چپ رہے فرمایا اللہ جلشانہ نے اور جسوقت پڑہا جاوے قرآن پس سنو اسکو اور چپ رہو اور فرمایا رسول خدا صلعم نے جب اللہ اکبر کہے امام پس تم سب اللہ اکبر کہو اور جب قرارت کرے امام پس چپکے رہو اور فرمایا آنحضرت صلعم نے جو شخص کہ ہو واسطے اوسکے امام پس قرارت امام کی عین قرارت اسکی ہی اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کیا ہوا مجکو کہ تنازع کرتا ہون مین یا تنازع کیا جاتا ہون مین قرآن مین اور چپ رہنا امام کا تاکہ پڑھے مقتدی یہہ قلب موضوع ہی اور اوسکے حاشیہ چلپی مین لکھتی ہین قولہ وسکوت الامام جواب سوال مقدر تقدیرہ لم لا یجوز ان یکون انتفاء المنازعۃ لسکوت الامام لیقرأ المؤتم فاجاب بان الشارع وضع الامام لیقرأ ویسکت المؤتم فاذا قلب وجد قلب الموضوع انتہی یعنی جو صاحب شرح وقایہ نے فرمایا کہ چپ رہنا امام کا تاکہ پڑہے مقتدی یہہ جواب ہی ایک سوال مقدر کا وہ سوال یہہ ہی کہ کیونکر نہین جائز ہی یہہ امر کہ ہو نفی منازعت کی بسبب سکوت کرنے امام کے تاکہ پڑھے مقتدی یعنی اگر امام اتنی دیر چپ رہی کہ مقتدی الحمد پڑہ لے تب بھی منازعت نہوگی پس جواب دیا صاحب شرح وقایہ نے بانطور کہ شارع نے مقرر کیا امام کو تاکہ قرارت کرے اور چپکا کھڑا رہے مقتدی پس جبکہ برعکس اسکے کیا یعنی مقتدی نے قرارت کی اور امام نے سکوت کیا تو پایا گیا برعکس مقرر کیے گئے کے فقط وفی فتاوی السراج المنیر یکرہ قراءۃ المقتدی خلف الامام ہو الاصح

فانہ تفسد الصلوٰۃ عند عدۃ من الصحابۃ انتہی یعنی فتاوی سراج المنیر مین لکھتے ہین کہ مکروہ
ہی قرارت کرنا مقتدی کو پیچھے امام کے یہی قول اصح ہی پس تحقیق شان یہہ ہی کہ فاسد
ہوتی ہی نماز نزدیک کتنے اصحاب کے وفی السراجیۃ قراءۃ المقتدی خلف الامام خطاءٌ
یعنی فتاوی سراجیہ مین مرقوم ہی کہ قرارت کرنا مقتدی کو پیچھے امام کے گناہ ہی وکذا فی
القاضی خان یعنی اور ایسا ہی فتاوی قاضی خان مین موجود ہی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی
اپنی کتاب مالابد منہ مین لکھتے ہین کہ نزد امام اعظم رح مقتدی را قرارت حرام ست یعنی مقتدی
کو قرآن پڑھنا پیچھے امام کے موافق تحقیق اعظم رح کے حرام ہی اور مجموعہ سلطانی کہ بعہد سلطان
محمود بن سبکتگین تمام علماء سلطنت نے متفق ہوکر جمع کیا اُسکو عرصہ قریب نو سو برس کے ہوا اُسمین لکھتے ہین
سوال مقتدی را فاتحہ خواندن شاید یا نہ جواب نہ یعنی اسمین اول سوال کیا کہ مقتدی سورہ
فاتحہ پڑھے یا نہین بعد ازان جواب دیا کہ نہین اور فتاوی برہنہ اور صلوٰۃ مسعودی مین بھی بہت
شرح و بسط کے ساتھہ ادلہ علماء حنفیہ کو تحریر فرمایا ملخص اُسکا یہہ ہی کہ جمیع علماء محققین حنفیہ
کے نزدیک قرارت خلف امام ثابت نہین الغرض اسیطرح سے تمام کتب حنفیہ قدیمہ اور جدیدہ
مین موجود ہی اور اسی پر عمل اور فتوی اکثر مشاہیر صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین اور تابعین اور ائمہ مجتہدین یعنی حضرت ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد اور جملہ علماء
حنفیہ دام اللہ فیضہم الی یوم الدین کا آجتک باقی ور معمول چلا آیا پس مقلدین حنفیہ کو چاہیے کہ اثبات
پر اسقدر دلائل واسطے سائلین کے کافی ہی اور زیادہ تحقیق بتشریح تمام کتب مین موجود ہی من شاء
فلینظر الیہا اللہم ثبتنا علی طریق الحق والیقین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۵ تمت الرسالۃ بعون اللہ الملک العزیز العلام
فے اواخر ربیع الثانی سنہ ۱۲۶۲ ہجری علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام ✤ ✤ ✤

محمد احسن عفی عنہ ۱۲۷۹

محمد اسمعیل ۱۲

اجاب فاصاب وافاد فاجاد
محمد احسن الصدیقی النانوتوی

ف از فتاوی قاضی خان ۱۲

ف از مجموعہ سلطانی و صلوٰۃ مسعودی ۱۲

ف الغرض

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہتا ہی فقیر حقیر محمد رضا علی بن مفتی مولوی سخاوت علی بن مولوی مفتی محمد ابراہیم بن ملا محمد عمر البنارسی الفاروقی الحنفی القادری النقشبندی المجددی فقیر نے اس رسالہ درۃ النظام کو اول سے آخر تک دیکھا فی الحقیقۃ جو کچھہ کہ اسمین مرقوم ہی صحیح اور درست ہی موافق تحقیق ہماری علماے حنفیہ کے سلف سے آجتک ہم مقلدین احناف کو لازم ہی کہ اس مسئلہ محققہ مین ہرگز سخن غیر مقلدین کا جو خلط ملط مذہب مین کرتے ہین سنین اور طریقہ مسلوکہ سلف اور خلف پر قائم رہین اور یہہ مسئلہ زمانہ صحابہ اور تابعین سے آجتک بہت اچھی طرح چھن چکا ہی اسمین کچھہ حاجت تنقیح اور تحقیق جدید کی نہین اور مسلمان بھائی اس مسئلہ مین دہوکے مین کسی بہکانیوالے کے نہ آئین اور اپنے اعتقاد اور ایمان کو سلامت رکھین رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۞

تاریخ کر چون تالیف این درّ النظام — خالصاً از بہر نفع خاص و عام — فاضل و واعظ طبیب بیمثال

حافظ اسمعیل صالح نیکنام — نام تاریخش مرغوب دلی ۱۲۹۲ھ — بارضا گفت ہاتف شیرین کلام

ای محمد رضا علی ۱۲

۱۲۷۴ھ
مہر مولوی رضا علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر محمد امانت اللہ ابن حضرت مولانا محمد فصیح الغازیپوری نے اس رسالہ درۃ النظام کو بنظر غور و تامل دیکھا سو آوہی حافظ محمد اسمعیل صاحبکی تحقیق لازوال برمحال محفوظ ہو لاریب تحقیق مسئلہ اسیکا نام ہی صاحب بصیرت کو بلاشک درّ نظام ہی ہر ہر حدیث اسکی درّ شاہوار ہی روات کی تحقیق بر آن مستزاد ہی حقیقت یہہ ہی کہ عنوان تحریر بیحد مرغوب شائستگی عبارت سے نافہم مرغوب ہی آج بھائی مسلمانو آنکھہ کھولکر دیکھو اس ہندوستان مین دو چار کتاب پڑھکر نئے نئے مسئلے نکالتے ہین اور لوگ نافہم دو چار جو انکی پیروی کرتے ہین تو ابو حنیفہ وقت بننے کا قصد ہوتا ہی نعوذ باللہ

من ذالک ۔ فقیر مژدہ دیتا ہی برادران اہل اسلام کو کہ یہہ رسالہ آدلہ و براہین سی بھرا ہوا بہت خوب مرغوب دلی ہر مسلمان کا ہی اللہ تعالی سب بھائی مسلمانونکو راہ راست نصیب فرماوی اور اسی طریقہ اسلم پر ہم سب بھائی مسلمانونکو چلاوی آمین یا رب العالمین ٭ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وہو حسبی ونعم الوکیل ٭ فقیر محمد امانت اللہ فصیحی عفی عنہ

محمد امانت اللہ عفی عنہ ۱۲۹۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہہ رسالہ درۃ النظام نہایت صحیح اور درست ہی عدم قرأت خلف الامام مین الیسار رسالہ مفصل اور جامع دیکھنے مین نہین آیا مولوی حافظ محمد اسمعیل صاحب نے اس مسئلہ کے استدلال مین کوشش بلیغ فرما کے راہ راست ظاہر کی ہے الحق یعلو ولا یعلی فقط

سید عبید اللہ ۱۲۹۰

ملخص عبارت استفتار سابق

جو کہ ۱۲۸۶ ہجری مین لکھا مع تصویب تقریر و مواہیر علمار دہلی کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السوال کیا فرماتے ہین علمار دین اس مسئلہ مین کہ پڑھنا سورہ فاتحہ کا مقتدی کو پیچھے امام کے موافق تحقیق حضرت امام ابو حنیفہ رح اور علمار حنفیہ رح کے ثابت ہی یا نہین کتب معتبرہ سی بیان فرماوین ٭

الجواب صورت مذکورہ مین حنفی کو سورہ فاتحہ خلف امام پڑہنا حسب تحقیق حضرت امامنا و مقتدانا امام اعظم فخر عالم حضرت ابو حنیفہ کوفی رح اور تمام علمار حنفیہ رح کے مکروہ تحریمی ہی کما صرح بہ فی الکتب من المتون والشروح والفتاوی وفی الدر المختار والمؤتم لا یقرء مطلقا ولا الفاتحۃ فی السریۃ اتفاقا وما نسب لمحمد رح ضعیف کما بسطہ الکمال فان قرء کرہ تحریما الخ وہکذا فی جامع الرموز وشرح الوقایۃ والہدایۃ وشرح المشکوۃ للشیخ المحدث الدہلوی رحمہ اللہ تعالی وغیرہا الی آخر الفتوی ٭ وہو العلیم الخبیر وہو حسبی ونعم الوکیل کتبہ العبد الذلیل محمد اسمعیل البنارسی عفی عنہ ذنبہ ٭ من اجاب فقد اصاب

محمد اسمعیل ۱۲۸۲

محمد شاہ ۱۲۹۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلم ان دلائل لامامنا الاعظم فی عدم قراءۃ الفاتحۃ ظاہرۃ وباہرۃ وموثقۃ لمن لہ بصیرۃ فی الدین

وجواب ہذا صحیح ست لاریب فیہ عن عطاء بن یسار انہ سال زید بن ثابت عن القراءۃ مع الامام فقال لا قراءۃ مع الامام فی شیٔ رواہ مسلم فی باب سجود السہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب ہذا صحیح و درست است و مولوی نذیر حسین در رسالہ منع قرأت خلف امام مؤلفہ خود کہ مسودہ اش دستخطی اوشان نزد فقیر موجود است مینویسند اعلم ان قراءۃ الفاتحۃ فی حق المنفرد والامام واجب واما فی حق الماموم فممنوع عند الحنفیۃ ذوی الافہام وتمسکہم بہذا المرام ما روی من الصحابۃ الکرام مثل جابر بن عبد اللہ و ابن عباس و ابن عمر و ابی ہریرۃ و ابی سعید الخدری و انس بن مالک و عمر بن الخطاب و زید بن ثابت و ابن مسعود و علی رض وغیرہم من ہؤلاء العظام کما قال العینی فی شرح صحیح البخاری وغیرہ انہ قد روی منع القراءۃ عن ثمانین نفرا من کبار الصحابۃ منہم المرتضی والعبادلۃ الثلاثۃ واسامیہم عند اہل الحدیث والآثار وکذا قال الشیخ یعقوب فی خیر الجاری والملا عابد السندی فی المواہب اللطیفۃ قال مالک فی موطائہ عن نافع ان عبد اللہ بن عمر کان اذا سئل ہل یقرأ خلف الامام قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبہ قراءۃ الامام واذا صلی وحدہ فلیقرأ قال وکان عبد اللہ بن عمر لا یقرأ خلف الامام واخرج الطحاوی فی مشکل الآثار ومعانی الآثار عن عبید اللہ بن مقسم انہ سال ابن عمر وزید بن ثابت وجابر بن عبد اللہ فقالوا لا تقرأ خلف الامام فی شیٔ من الصلوۃ وروی البیہقی فی سنن الکبری ومحمد بن الحسن الشیبانی فی موطأ عن ابی وائل قال سئل عبد اللہ بن مسعود عن القراءۃ خلف الامام قال انصت فان فی الصلوۃ لشغلا ویکفیک ذلک الامام وفی روایۃ للبیہقی عن ابن عمر انہ کان یقول من صلی وراء الامام کفاہ قراءۃ الامام وقال البیہقی بعد ہذا ہو الصحیح یعنی عن ابن عمر وسئل زید بن ثابت عن القراءۃ مع الامام قال لا تقرأ وفی روایۃ عنہ من قرأ وراء الامام فلا صلوۃ لہ ہذا ما روی البیہقی فی سنن الکبری من شاء فلینظر فیہ واخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ فی المصنف عن زید بن ثابت رض قال من قرأ خلف الامام فلا

صلوة له وعن ابن ابي ليلى عن علي رض قال من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرة وعن وليد بن قيس هو
من الثقات كما في كتب اسماء الرجال قال سألت سويدًا أقرأ خلف الامام في الظهر والعصر قال لا وكان
سويد لا يقرأ خلف الامام انتهى وقال في موضع آخر وما روى عبادة بن الصامت الدارقطني وغيرهما
بلفظ لا تجزي الصلوة لمن لا يقرأ بفاتحة الكتاب فجوابه بوجوه شتى الاول ان مستثنى هذا الحديث
محذوف اي لا صلوة لمن لا يقرأ بفاتحة الكتاب الا ان يكون وراء الامام بهذا قال جابر بن عبد الله
رواه البيهقي في السنن الكبرى وصححه من شاء فلينظر فيه والوجه الثاني انه ليس في شيء من الاحاديث
بيان القراءة خلف الامام الا ما اخرجه ابن حبان من حديث ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلعم
لا تجزي صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب قلت وان كنت خلف الامام قال فأخذ بيدي وقال
اقرأ في نفسك فيضاده ويعارضه ما رواه السفيانان ابن منيع في مسنده والامام كما تقدم لوجه التمام
فسقط الاحتجاج بما رواه ابن حبان لان حديث الامام مرجح عليه باعتبار درجة الامام بالاحترام
والسند العالي المقام والوجه الثالث ان حديث عبادة بن الصامت محتج به الخصم مع ان احد
راويه محمد بن اسحق بن يسار مدلس رمي بالقدر والتشيع كما قال صاحب التقريب هو غير ثقة بالاتفاق
بل عند البعض مجروح كما قال العيني في شرح الهداية والشيخ عبد الحق في تكملة اسماء الرجال على المشكوة
وثبت عند جميع المحدثين ان المدلس غير الثقة اذا قال عن فلان لا يحتج بحديثه فلا يصح بهذا
الحديث الاستدلال والاعتماد من جهة ضعف الراوي وما رواه ابن عدي من حديث عمران بن
حصين رض قال سمعت النبي صلعم لا تجزي صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب وآيتين فصاعدا ففيه
عمرو بن يزيد الراوي قال ابن عدي هو ضعيف منكر الحديث وقس على هذا الطرق الاخرى الى
آخر ما في الرسالة المذكورة والله اعلم بالصواب ۵ حرره محمد ضياء الدين

الجواب صحيح — الجواب صحيح

۱۲۶۱
ضياء الدين احمد
فقير خواجه

الجواب صحیح	جواب صحیح است بلاریب	الجواب صحیح	جواب صحیح است	المجیب مصیب
۱۲ محمد تقی خان	العبد احمد حسن	محمد سعد ۱۲۸۴ عبد یوسف	العبد محمد ابراہیم	۱۲۸۵ سبحان بخش

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	اصاب من اجاب
محمد سدید الدین خان ۱۲۸۱ محمد سدید الدین بن	۱۲۶۷ محمد عبد الرب	۱۲۸۳ محمد منصور علی	۱۲۸۴ محمد عبد القادر

۱۲۲۶
سید محمد رحمت علیخان بہادر میر عدل مفتی
صیار الفقہار مفتی عدالت العالیہ سلطانی
محمد یوسف علیخان بہادر ابن سراج العلمار مفتی
سعید الدولہ عزیز الملک سید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحق یہہ رسالہ درۃ النظام مالکہ من جمیع الوجوہ احسن الکلام ہی اول سی آخر تک دیکھا نہایت خوش عنوانی و غایت حسن بیانی کے ساتھہ مرتب ہوا اور جو کچھہ درباب مسئلہ متنازعہ فیہا اس رسالہ مین مندرج ہی نہایت صحیح و درست ہی اہل ایمان کو لائق ہی کہ اسکو بطور تحصیل کے سبق سبق پڑہکر جو لوگ حرف شناس نہون اپنے دوستون آشناؤن عزیزونکو سمجہاوین کیونکہ اسی نظر سی مؤلف سلمہ اللہ تعالی نے عبارت اردو نہایت سہل عام فہم مین تحریر فرمایا ہی ۵ العبد الفقیر الحقیر کثیر التقصیر محمد بدر الدین بن مولانا محمد معین الدین الکی المشتہر ہی الدہلوی البنارسی الجونفوری الشمس فوری *

۱۲۶۸
محمد بدر الدین با تریدی صدیقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ مولوی اسمعیل صاحب نے جواب بہت صحیح وحق لکھا ع خاموشی از ثنار توحد ثنار تو ۔ جزاہ اللہ خیرا

العبد علی اشرفخان خلف مولانا المولوی خادم حسینخان رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حافظ مولوی اسمعیل صاحب نے درحقیقت بہت شرح وبسط کے ساتھہ بروایات معتبرہ وتحقیقات کافیہ کے اِس رسالہ کو تحریر فرمایا صحیح ودرست ہی اور غالب ہی کہ انکی یہہ سعی مشکور مسلمانونکی ہدایت کو کافی ہوا اور فی الواقع سورۂ فاتحہ پڑھنا مقتدی کو امام کے پیچھے کسیطرح جائز نہین ہی اور تمام علمار حنفیہ بالاتفاق والاجماع اسکی ممانعت کرتے آئی ہین امام ابحنیفہ رح کے زمانہ سی ابتک اور قبل امام ابحنیفہ رض کے اتفاق واجماع صحابہ کا بھی ممانعت قرءۃ فاتحہ خلف الامام پر ثابت ہی اور اِس ممانعت پر کتاب وسنت واجماع وقاعدہ اصول چارون دلیلین موجود ہین فقط واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ۵

العبد الضعیف الفقیر الراجی الی رحمۃ ذی القوی المنن محمد المدعو بہ قطب الدین الحنفی مسلکا القادری طریقۃ الکھنوی موطنا غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ قد رأیت ہذہ الرسالۃ الانیقۃ التی حررہا الشفیق الخلیل اللوذعی الالمعی الحافظ المولوی محمد اسمعیل البنارسی من اولہ الی اخرہ حرفا حرفا فوجدت مملوا بالصدق والصواب . واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ۵ کتبہ ابوالامجد المدعو بمحمد عبد الصمد عفی عنہ ذنبہ ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حامدا ومصلیا ومسلما اما بعد فیقول العبد الضعیف محمد عارف بن قاضی امیر اللہ الفیشاوری وطنا والجعفری نسبا والحنفی مذہبا والقادری مشربا اذا وصلت ہذہ الرسالۃ الی من تصنیف المولوی الحافظ محمد اسمعیل البنارسی ادام اللہ فیوضہ والقاہ وسالی المدارج العالیۃ رقاہ حین الاقامۃ فی بلدۃ تدعی لغازیفور افاض اللہ علی اہلہا السرور رأیتہا کالدرر وقد کشفت الظلمۃ بین الاخوان بعون الملک المنعام ۵

عفی عنہ
۸۳ محمد عارف ۱۲

[illegible] یا ایہا الذین آمنوا [illegible] عفی عنہ [illegible]

[illegible] ۱۲